ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

46

www.tanzeem.org

26 نومبر تا 2 دسمبر 2013ء / 21 تا 27 محرم الحرام 1435ھ

## اس شمارے میں

امریکا کا اعلانِ جنگ

شہادت کی حقیقت

محبت حسینؓ کی

ملا محمد عمر کا پیغام

سانحہ راولپنڈی: اصل حقائق

دہشت گردی کی تعریف ......

غداری کیس ......

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

## داعیان دین اور قوت مدافعت

''زندگی کی راہ میں بے شمار گھاٹیاں اور خطرناک موڑ آتے ہیں جو دعوت دین کی راہ بند کر دیتے ہیں اور اسلام کے لئے کام کرنے والوں کا انجام خطرناک بنا دیتے ہیں۔ لیکن بہترین ترتیب راست رہنمائی اور دائمی تذکیر کا کام یہ ہے کہ افراد کے اندر ایسی زبردست قوتِ مدافعت پیدا کر دے جو انہیں انحراف اور ہلاکت کے عوامل اور تباہ کن چیزوں سے بچا سکے اور انہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت کی فتنہ سامانیوں اور گمراہیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے مضبوط و مستحکم رکھ سکے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں اکثر داعیانِ دین کے اندر مضبوط و مستحکم نفسی قوتِ مدافعت کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے غیر اسلامی فکر اور راہ کی طرف مائل ہونے اور دُنیا کے مکر و کید میں پھنسنے کے اندیشے ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ افکار و نظریات اور قیمتی سے قیمتی تصورات رائیگاں چلے جاتے ہیں اگر ان کے حاملین ایسی حسّی عملی تیاری نہ کریں جو ان کے مستقبل اور ان کی دعوت کے مستقبل میں پیش آنے والے ہنگامی حالات سے مقابلہ کر سکے اور جب تک داعیانِ دین کی زندگی دعوت کے اصولوں اور اقدار کی چلتی پھرتی تصویر نہ بن جائے اور ان کے نزدیک اسلام ہی ہر فیصلہ کی کسوٹی، ہر مسئلہ کا حل اور ہر تصور کا ماخذ نہ بن جائے۔ ورنہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ہوائے نفس انہیں اپنی طرف مائل کر دیتی ہے اور مرغوباتِ دُنیا انہیں جادۂ حق سے پھسلا دیتے ہیں۔ اگر داعیانِ اسلام کے اندر عقیدہ کی پختگی نہیں ہوگی، اخلاق و ایمان کی طاقت سے وہ مسلح نہیں ہوں گے، اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں تیز اور حساس نہیں ہوں گے، ان کے رب سے مضبوط و مستحکم تعلق قائم نہیں ہوگا، شبہات سے دامن نہیں بچائیں گے، اطاعت کا شوق و ولولہ نہیں ہوگا اور نوافل و عبادات سے گہری دلچسپی نہیں ہوگی تو یقینی طور پر اس معاشرہ کی آلائشوں سے اپنا دامن بچا نہیں سکیں گے اور سوسائٹی کے انحراف اور الحاد کی بیماری ان کے اندر بھی سرایت کر جائے گی۔''

**تحریک اسلامی**

استاد فتحی یکن

# سُورۃُ الحِجر

(آیت :9)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۹﴾

آیت ۹ ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۹﴾﴾ ''یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

یہ آیت مبارکہ بہت اہم ہے۔ جہاں تک اس کے پہلے حصے کا تعلق ہے تو یہ حکم تورات پر بھی صادق آتا ہے اور انجیل پر بھی۔ یعنی یہ دونوں کتابیں بھی اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ قرآن میں اس کی بار بار تصدیق بھی کی گئی ہے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۴۴ میں تورات کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق اس طرح کی گئی ہے: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّ نُوۡرٌ ۚ﴾ ۔سورۂ آل عمران کی آیت ۳ میں ان دونوں کتابوں کا ذکر فرمایا گیا: ﴿وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ ﴿۳﴾﴾ ۔لیکن اس آیت کے دوسرے حصے میں جو حکم آیا ہے وہ صرف اور صرف قرآن کی شان ہے۔ اس سے پہلے کسی الہامی کتاب یا صحیفۂ آسمانی کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سابقہ کتب کی ہدایات وتعلیمات حتمی اور ابدی نہیں تھیں۔ وہ تو گویا عبوری ادوار کے لیے وقتی اور عارضی ہدایات تھیں اور اس لحاظ سے انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اب جبکہ ہدایت کامل ہوگئی تو اسے تاابد محفوظ کر دیا گیا۔

یہ آیت ختم نبوت پر بھی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر سورۃ المائدۃ کی آیت ۳ کے مطابق قرآن میں ہدایت درجہ کاملیت تک پہنچ گئی اور آیت زیرِ نظر کے مطابق وہ ابدی طور پر محفوظ بھی ہوگئی تو وحی کے جاری رہنے کی ضرورت بھی ختم ہوگئی۔ چنانچہ قادیانیوں کے پاس ان دونوں قرآنی حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد (اور ان کے لیے انہیں تسلیم کیے بغیر چارا بھی نہیں) وحی کے جاری رہنے کے جواز کی کوئی عقلی و منطقی دلیل باقی نہیں رہ جاتی۔ وحی کی ضرورت ان دونوں میں سے کسی ایک صورت میں ہی ہو سکتی ہے کہ یا تو ابھی ہدایت کامل نہیں ہوئی تھی اور اس کی تکمیل کے لیے وحی کے تسلسل کی ضرورت تھی۔ یا پھر ہدایت کامل تو ہوگئی تھی مگر بعد میں غیر محفوظ ہوگئی یا گم ہوگئی اور اس وجہ سے پیدا ہو جانے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے وحی کی ضرورت تھی۔ بہرحال اگر ان دونوں میں سے کوئی صورت بھی درپیش نہیں ہے تو سلسلۂ وحی کے جاری رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) عبث کام نہیں کرتا کہ ضرورت کے بغیر ہی سلسلۂ وحی کو جاری کیے رکھے۔

یہاں دو دفعہ (زیر نظر آیت سے قبل آیت ۶ میں بھی) قرآن حکیم کے لیے ''الذکر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سورۂ ''ن'' کی آخری دو آیات میں بھی قرآن حکیم کے لیے یہ لفظ آیا ہے۔ ذکر کا مفہوم یاددہانی ہے۔ قرآنی فلسفے کے مطابق قرآن مجید کا ''الذکر'' ہونا اس مفہوم میں ہے کہ ایمانی حقائق خصوصی طور پر اللہ کی ذات اور اس کی صفات کا علم انسانی روح کے اندر موجود ہے' مگر اس علم پر ذہول (بھول اور غفلت) کا پردہ طاری ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک وقت میں انسان کو ایک چیز یاد ہوتی ہے مگر بعد میں یاد نہیں رہتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کے بارے میں معلومات اس کی یادداشت کے تہہ خانے میں دب جاتی ہیں۔ پھر بعد میں کسی وقت جونہی کوئی چیز ان معلومات سے متعلق سامنے آتی ہے تو انسان کے ذہن میں وہ بھولی بسری معلومات پھر سے تازہ ہو جاتی ہیں۔ اس طرح ذہن میں موجود معلومات کو پھر سے تازہ کرنے والی چیز گویا یاددہانی (reminder) کا کام کرتی ہے۔ مثلاً ایک دوست سے آپ کی سالہا سال سے ملاقات نہیں ہوئی اور اس کا خیال بھی کبھی نہیں آیا' مگر ایک دن اچانک اس کا دیا ہوا ایک قلم یا رومال سامنے آنے سے اس دوست کی یاد یکدم ذہن میں تازہ ہوگئی۔ اس قلم یا رومال کی حیثیت گویا ایک نشانی (یا آیت) کی ہے جس سے آپ کے ذہن میں ایک بھولی بسری یاد پھر سے تازہ ہوگئی۔

اسی طرح اللہ کی ذات کا علم انسانی روح میں خفتہ (dormant) حالت میں موجود ہے۔ اس علم کو پھر سے جگا کر تازہ کرنے اور اس پر پڑے ہوئے ذہول اور نسیان کے پردوں کو ہٹانے کے لیے آیاتِ آفاقیہ' آیاتِ انفسیہ اور آیاتِ قرآنیہ گویا یاددہانی کا کام دیتی ہیں اور اللہ کی یاد کو انسان کے ذہن میں تازہ کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کو الذکر (یاددہانی) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا ایوب بیگ

تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 نومبر تا 2 دسمبر 2013ء جلد 22
21 تا 27 محرم الحرام 1435ھ شمارہ 46

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

# امریکا کا اعلان جنگ اور حکومتی رویہ

گزشتہ چند روز میں دو انتہائی اندوہناک حادثات سے اہل پاکستان دوچار ہوئے ہیں اور ایک ایسا اہم واقعہ رونما ہوا ہے کہ ہمارے لیے انتخاب مشکل ہو گیا ہے کہ کسے فوری طور پر زیر بحث لائیں اور کسے مؤخر کر دیں۔ حادثات میں سانحہ راولپنڈی کو پاکستان کی تاریخ کے بدترین حادثات میں آسانی سے شمار کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں اس کے لیے حادثہ کی بجائے دہشت گردی کا لفظ استعمال ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اسے فرقہ وارانہ فساد قرار دے رہے ہیں، جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اسے مذہبی فرقہ واریت تب کہا جا سکتا تھا اگر فریقین ایک دوسرے کے خلاف میدان میں اترے ہوتے اور دونوں کے درمیان خونریزی ہوئی ہوتی۔ یہ تو ایک فرقہ کی دوسرے فرقہ کے خلاف جارحیت تھی، بہیمانہ تشدد تھا جبکہ وہ اللہ کے گھر میں نماز ادا کر رہے تھے اور اللہ اور رسولؐ کے فرمودات سننے میں منہمک تھے اور ہر لحاظ سے باہر کی دنیا سے منقطع تھے۔ لیکن ہم اس پر اپنی رائے دینے اور تبصرہ کرنے سے فی الحال اس لیے اجتناب کر رہے ہیں کیونکہ اسی شمارہ میں مفتی امان اللہ (جو جامعہ تعلیم القرآن کے بانی مولانا غلام اللہ کے پوتے ہیں اور جو اس دہشت گردی کا ارتکاب کے وقت خطبہ جمعہ دے رہے تھے) ان کا وہ انٹرویو شائع کیا جا رہا ہے جو روزنامہ اُمت کے نمائندہ کو انہوں نے دیا ہے۔ اس انٹرویو میں مولانا اس دہشت گردی کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ دوسرا المناک حادثہ اور اہم واقعہ ہنگو میں ڈرون حملہ ہے۔ چونکہ یہ دونوں حادثات ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہیں مشترکہ طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے لیے ایک اور نہایت المناک حادثہ یا شرمناک واقعہ یہ ہے کہ امریکہ نے فاٹا سے آگے بڑھ کر پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر ہنگو میں ڈرون حملہ کر کے بہت سے لوگوں کو شہید اور زخمی کر دیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ حملہ خارجہ امور کے مشیر سرتاج عزیز کے اس بیان کے چند گھنٹوں بعد کیا گیا، جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ امریکہ نے دوران مذاکرات ڈرون حملہ نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ رہا گزشتہ چند روز میں وقوع پذیر ہونے والا اہم واقعہ تو وہ حکومت پاکستان کا یہ اعلان ہے کہ سابق صدر پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت غداری کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈرون حملوں کی مصیبت بھی اسی طالع آزما کی وجہ سے پاکستانی قوم پر نازل ہوئی ہے۔ یہ شخص اس حد تک کذب بیانی سے کام لیتا تھا کہ جب ڈوما ڈولا پر امریکہ کی طرف سے پہلا میزائل حملہ ہوا اور اس میں اَسّی (80) سے زائد قرآن پڑھتے ہوئے بچے شہید ہو گئے تو اس منحوس شخص نے یہ اعلان کر دیا کہ خود ہماری فضائیہ نے اس مدرسہ پر بمباری کی ہے، کیونکہ یہاں دہشت گرد چھپے ہوئے تھے اور وہ دہشت گردی کی تربیت حاصل کر رہے تھے، حالانکہ جائے وقوعہ سے معصوم بچوں کی لاشوں کے ٹکڑے، قرآن مجید اور دوسری دینی کتب اور معصوم بچوں کے کپڑے اور کھانے پینے کی اشیاء کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوا تھا۔

پاکستان کے بندوبستی علاقے پر امریکہ کے فضائی حملہ کی حقیقت کیا ہے اور امریکہ مستقبل قریب میں کیا کرنے جا رہا ہے ہم اس حوالہ سے اپنے خدشات کا اظہار ان ہی سطور میں "کیا امریکہ پاکستان پر آخری ضرب لگانے والا ہے" کے عنوان سے کر چکے ہیں۔ ہم نے عرض کیا تھا کہ امریکہ اس حوالہ سے اس قدر پیش رفت کر چکا ہے کہ ایران جس سے ظاہری طور پر اس کے تعلقات بدترین سطح پر ہیں پاکستان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے اُس نے اپنے ایران جیسے دشمن سے بھی اپنے تعلقات کو بہتر کرنا شروع کر دیا ہے۔ بھارت

سے اُس کی مکمل ہم آہنگی ہے۔ لہٰذا بھارت امریکہ کو بھرپور تعاون فراہم کرے گا۔ اندرونی سطح پر کراچی اور بلوچستان میں فوج کو ملوث کرنے کی کوششیں صاف نظر آ رہی ہیں۔ شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دی جا رہی ہے۔ چند ہفتے پہلے یہ خیالات بڑی دور کی کوڑی قرار دیئے جا رہے تھے، لیکن ہنگو پر امریکہ کا فضائی حملہ ظاہر کرتا ہے کہ پشاور اور اسلام آباد کی باری بھی آ سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے بندوبستی علاقہ پر حملہ کر کے امریکہ جنگ شروع کر چکا ہے، لیکن ہم نے شتر مرغ کی طرح اپنا سر ریت میں دیا ہوا ہے۔ اگرچہ امریکہ بھارت اور اسرائیل کا اتحاد ثلاثہ پوری دنیا میں ہمارے خلاف ایک مخالفانہ فضا تیار کر چکا ہے۔ لیکن شاید بیرونی دشمنوں کا مخالفانہ طرزِ عمل ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکتا، اگر اندرونِ ملک اتحاد اور یکجہتی کی فضا ہوتی، اگر اپنے ہی کچھ لوگ پاکستان کو ایک دہشت گرد ریاست کے طور پر پیش نہ کر رہے ہوتے، اگر یہ لوگ ڈالروں کے عوض اپنے ضمیر فروخت نہ کر چکے ہوتے۔

نیٹو سپلائی بند کرنے کا فیصلہ مرکزی حکومت کرے تاکہ اسے مؤثر بنایا جا سکے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ پہلے نیٹو سپلائی سات ماہ بند کر کے کیا ملا تھا اور کیا نیٹو سپلائی بند کرنے سے ڈرون حملے بند ہو جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ماضی میں بھی نیٹو سپلائی بند کرنے سے امریکہ تلملا اٹھا تھا۔ اگر زرداری حکومت اقتدار اور ڈالروں کی ہوس میں غلط فیصلہ نہ کرتی تو بہتر نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔ پھر یہ کہ اب امریکہ کو واپسی کے لیے راستے درکار ہیں۔ وہ ذہنی طور پر جنگ سے فارغ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب نیٹو سپلائی کی بندش تھوڑے وقت کے لیے بھی ہوئی تو امریکہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ رہ گئی بات ڈرون حملے پھر بھی بند نہ ہونے کی، تو ہم کیا ڈرون گرانے کی فوجی مشقیں شغل کے طور پر کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ڈرون گرانے سے امریکہ مشتعل ہو جائے گا اور کھلم کھلا جنگ کی نوبت آ جائے گی، ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب تک امریکہ کا ایک فوجی بھی افغانستان میں موجود ہے امریکہ کو پاکستان سے جنگ وارہ نہیں کھاتی۔ لہٰذا کسی خوف میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور آخری حتمی بات یہ کہ جس اللہ سے ہم مشکل وقت میں دعائیں کرتے ہیں، اس سے اگر اپنا تعلق استوار کیا ہوتا، پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنایا ہوتا، (نفاذِ اسلام تو دور کی بات ہے اپنے جسم اور اپنے گھر پر ہی اسلام نافذ کیا ہوتا۔) تو حالات بالکل مختلف ہوتے۔ بہرحال اب بھی اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو بات بن سکتی ہے۔ ہم اس بنیادی غلطی کا اعتراف ہی کر لیں، ہم یوٹرن لینے کا ارادہ کر لیں، ہم عزم کر لیں کہ قرآن کی اس ہدایت کو عملی جامہ پہنائیں گے: ''بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے ہوگا جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔'' اگر ہم رجوع کر لیں، تائب ہو جائیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں تو ساری دنیا بھی ہمارے خلاف کارروائی کرے گی تو بھی خاک چاٹنے پر مجبور ہوگی۔ افغان طالبان نے اللہ کا دامن تھاما، کامیاب رہے۔ ہم اگر صدقِ دل سے اللہ کے ہو جائیں گے تو ہم کیوں کامیاب نہ ہوں گے

پرویز مشرف پر آرٹیکل 6 لاگو کرنے کے حکومتی اقدام کی ہم پرزور حمایت کرتے ہیں، لیکن وقت کا انتخاب بہت غلط کیا گیا ہے۔ شریف حکومت کو یہ کام حکومت سنبھالنے کے فوری بعد کرنا چاہیے تھا۔ پھر یہ کہ لال مسجد اور دوسرے مقدمات میں استغاثہ نے جو پرویز مشرف سے اظہارِ یکجہتی بلکہ اظہارِ محبت کرتے ہوئے بڑی آسانی سے اس کی ضمانت کروائی ہے، اگر یہی رویہ اس مقدمہ میں بھی اختیار کیا گیا تو سمجھا جائے گا کہ پرویز مشرف کے خلاف مقدمات اسے سزا دلانے کے لیے نہیں بلکہ اسے معصوم ثابت کرنے اور بری کروانے کے لیے ایک ڈیل کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ریاست کے ہر شہری کو اپنے ملک کے قانون اور آئین کی پاسداری کرنی چاہیے اور اس حوالہ سے یقیناً پرویز مشرف آئین شکنی کا مرتکب ہوا ہے اور سزا کا مستحق ہے، لیکن اس نے دنیوی آئین ہی نہیں اللہ اور رسول ﷺ کے بنائے ہوئے آئین کی دھجیاں بھی اڑائیں۔ اس نے پڑوس کی ایک اسلامی ریاست کو یہودیوں اور عیسائیوں کی مدد سے تباہ و برباد کیا۔ یہ ایک بہت بڑا جرم تھا۔ یہ سنگین ترین نوعیت کا جرم تھا۔ پھر اس پاکستان کو جو اسلام کے نام پر بنا تھا، اس کی خود مختاری اور سلامتی کا فردشمن کو پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دی۔ یہ تھا جرم عظیم جس کی سزا موت بھی کوئی بڑی سزا محسوس نہیں ہوتی، لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم دنیا میں اس سے بڑھ کر سزا دے نہیں سکتے۔

**پریس ریلیز 22 نومبر 2013ء — حافظ عاکف سعید**

## امریکہ کا ہنگو پر فضائی حملہ پاکستان کے خلاف اعلان جنگ ہے

## مرکزی حکومت نیٹو سپلائی کی بندش کے احکامات جاری کرے اور ڈرون طیارے مار گرائے

### سانحہ راولپنڈی: غیر جانبدارانہ تحقیق کر کے مجرموں کو بے نقاب کیا جائے

### مجرموں کو قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو یہ آگ سرد نہیں ہوگی بلکہ مزید بھڑکے گی

امریکہ کا ہنگو پر فضائی حملہ پاکستان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے امریکہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے پچاس ہزار پاکستانیوں کا خون بہا دیا اور اس غریب قوم کے کھربوں روپے اس امریکی جنگ میں جھونک دیئے لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہ پاکستان کی حکومت اور پارلیمنٹ کو جوتی کی نوک پر رکھتا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں نے شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ دے رکھا ہے۔ جس سے امریکہ کا حوصلہ بڑھتا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب وہ پشاور اور اسلام آباد کو نشانہ بنائے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ مرکزی حکومت نیٹو سپلائی کی بندش کے احکامات جاری کرے اور اگر اس صورت میں بھی امریکہ ڈرون حملے نہیں روکتا تو ہمیں ڈرون گرانے کی محض مشقیں ہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کا عملی مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے سانحہ راولپنڈی کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس سانحہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کر کے مجرموں کو بے نقاب کیا جائے۔ ان مجرموں کو اگر قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو یہ آگ سرد نہیں ہوگی بلکہ مزید بھڑکے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ سانحہ راولپنڈی یکطرفہ اور جانبدارانہ کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ امن و امان کے قیام میں کسی جانبداری کا مظاہرہ نہ کرے اور قانون شکنی کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

## سانحۂ کربلا یہودی سازش کا مظہر تھا

# شہید اور حقیقتِ شہادت

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 15 نومبر 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[تلاوت آیات قرآنی اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! آج عاشورۂ محرم ہے۔ اسلامی کیلنڈر میں محرم الحرام سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اگرچہ ہم اپنے ملک کو اسلامی ملک کہتے ہیں لیکن ہمارا پورا نظام عیسوی کیلنڈر کے تحت چلتا ہے۔ آج دسویں محرم کو اسلامی تاریخ کا ایک الم ناک واقعہ پیش آیا، جس کا ذکر بہت کثرت سے ہوتا ہے۔ پہلی بات یہ سمجھ لیجئے کہ محرم میں نواسہ رسول حضرت حسین ؓ اور ان کے ساتھ پوری فیملی کی جو عظیم شہادت ہوئی ہے، مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی اذیت والی بات کوئی نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ محرم شہادتوں کا مہینہ ہے جس کی یکم تاریخ کو خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کی شہادت ہوئی، جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ حضرت عمر ؓ آپ ؐ کے اُن دو جلیل القدر ساتھیوں میں سے ایک ہیں۔ جو آپ ؐ کے دائیں بائیں ہوتے تھے (یعنی ابوبکر صدیق ؓ، عمر فاروق ؓ)۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر ؓ خلفائے راشدین میں ٹاپ پر ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر ؓ کا مرتبہ ہے۔ حضرت عمر ؓ کے ذریعے اسلام کو بڑی تقویت ملی تھی۔ اُن کے ایمان لانے پر حضور ﷺ اور صحابہ ؓ نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ نبی اکرم ﷺ آسمانی ہدایت پر مبنی جس دین حق اور نظام زندگی کو قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے، آپ ؐ نے اُسے مستحکم کیا اور دنیا کے ایک بڑے حصے تک پھیلایا۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں تھرتھری پیدا ہوتی اور زلزلہ آتا تھا۔ اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہی آپ ؓ کی شہادت سے ہوتا ہے۔ یکم محرم الحرام آپ ؓ کا یوم شہادت ہے۔ اس کے بعد دسویں محرم کو نواسۂ رسول حضرت حسین ؓ کی شہادت کا یہ اندوہناک سانحہ آتا ہے۔ دسویں محرم کے حوالے سے یہ بات بھی واضح ہو کہ اس دن کی خاص فضیلت بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہود دسویں محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ؐ نے یہودیوں سے اس روزے کی حقیقت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دس محرم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم اور غلامی سے نجات دلائی تھی۔ چونکہ اس دن ہم پر اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہوا، لہٰذا ہم اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ ؑ تو تم سے زیادہ ہمارے ہیں، لہٰذا ہم بھی اس دن روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ پھر نبی ﷺ نے دسویں محرم کو روزہ رکھنا اپنا معمول بنایا۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ ہم دو دن روزہ رکھیں گے 9 ویں اور 10 ویں محرم (یا 10 اور 11 کی تاریخ کو) تاکہ ہمارا یہود سے امتیاز ہو جائے۔

سانحہ کربلا کے ضمن میں ہمارے ہاں بہت زیادہ افراط و تفریط کا معاملہ ہوا ہے۔ ہمارے ہاں ایک خاص طبقہ اس سانحہ کو جس انداز سے بیان کرتا ہے، اُس کی وجہ سے بعض اوقات اصل حقیقت چھپ جاتی اور داستانوں کے اندر گم ہو جاتی ہے۔ اِس اندوہناک سانحہ کی حقیقت سے آگاہی کے لئے اس کے پس منظر سے آگاہی ہونی ضروری ہے۔ اس حادثہ کے متعلق یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ یہ اچانک ظہور پذیر ہونے والا حادثہ نہیں تھا بلکہ درحقیقت یہودی سازش کا مظہر تھا جو پورے پچیس سال قبل حضرت عثمان ذوالنورین کے شہادت کے سانحے کو جنم دے چکی تھی۔ یہ ایک بہت بڑی سازش تھی جو پیغمبر اسلام ﷺ کے لائے ہوئے اسلامی انقلاب (جسے آپ ؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ؓ نے مستحکم کیا) کا راستہ روکنے کے لئے تیار کی گئی۔ اسی یہودی سازش کے اثرات میں بعد میں ایک نتیجہ نواسہ رسول حضرت حسین ؓ کی مظلومانہ شہادت کی صورت میں نکلا۔

محرم شہادتوں کا مہینہ ہے۔ اس کا آغاز ہی جیسا کہ بتایا گیا ایک شہادت (عمر فاروق ؓ) سے ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ شہادت کیا ہے۔ شہادت کا لفظ عربی زبان میں گواہی کے معنی میں آتا ہے۔ اسی مادہ سے شہید اور شاہد کے الفاظ آتے ہیں۔ اس کا معانی شخص موجود اور گواہ کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ گواہ وہی شخص ہوتا ہے، جو موجود بھی ہو۔ گواہ کے معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔ ایک مقام پر یہ حضرت عیسیٰ ؑ کے لئے آیا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے: ﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (۱۱۶)﴾ ”کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو۔“ تو اس کے جواب میں عیسیٰ ؑ اپنی وضاحت وہاں پیش فرمائیں گے کہ ﴿وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (۱۱۷)﴾ ”اور جب تک میں ان میں رہا ان پر شہید (گواہ) رہا (یعنی ان کے حالات کی خبر رکھتا رہا) جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگراں، اور تُو ہر چیز سے خبردار ہے۔“ (المائدۃ)

سورۃ النساء میں یہ لفظ نبی ﷺ کے لئے آیا ہے۔ فرمایا: ﴿فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا (۴۱)﴾ ”بھلا اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے۔“ چنانچہ لفظ شہید کا بنیادی مفہوم گواہ کا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ بالعموم اِسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ البتہ ایک مقام پر یہ مقتول فی سبیل اللہ

کے معنی میں آیا ہے۔ یہ مقام سورۃ آل عمران کی آیت 140 ہے، جس میں فرمایا:

﴿اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (١٤٠)﴾

”اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے۔ اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان لانے والوں کو متمیز (نمایاں) کر دے اور تم میں سے بہت سوں کو رتبۂ شہادت دے اور اللہ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔“

شہید کے اِن دونوں معانی (حق کی گواہی اور راہِ حق میں جان قربان کرنا) میں مغائرت نہیں، بلکہ گہرا ربط ہے۔ یہ ربط کیا ہے؟ مقتول فی سبیل اللہ بھی دراصل اپنی جان دے کر اس بات کی گواہی ثابت کر دیتا ہے کہ وہ واقعتاً اللہ کے لئے مخلص تھا۔ اس کی زندگی کا مقصد ہی رب کی رضا تھا۔ پس غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد میں جان دینے والا اس زمین پر سب سے بڑا گواہ ہے۔ علامہ اقبال زبورِ عجم میں کہتے ہیں۔

چناں خود را نگہ داری کہ با ایں بے نیازی ہا
شہادت بر وجودِ خود زخونِ دوستاں خواہی!
مقام بندگی دیگر، مقام عاشقی دیگر
زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی!

اقبال نے یہاں شہادت کے لفظ کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک مقام بندگی ہے، وہ کچھ اور ہے۔ اگرچہ انسانوں کی زندگی کا مقصد ہی بندگی ہے، لیکن اُن سے اس سے بڑھ کر بھی مطلوب ہے۔ بندگی تو فرشتے بھی کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں حکم ہوتا ہے، اُسے بجا لاتے ہیں۔ خدایا فرشتوں سے تو تجھے محض بندگی مطلوب ہے، لیکن تو نے جو خاکی مخلوق بنائی ہے اس سے تجھے اس سے بڑھ کر مطلوب ہے۔ جو تیرے سچے دوست ہیں، تو چاہتا ہے کہ وہ اپنی جان کی قربانی دے کر تیری محبت کی گواہی اور شہادت دیں، اپنا خون دے کر ثابت کریں کہ واقعی ہم اللہ کے وفادار ہیں اور اس کے عاشق ہیں۔ اقبال نے یہ مضمون قرآن مجید سے ہی لیا ہے۔ سورۃ الصف میں فرمایا گیا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (٤)﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک اللہ کے محبوب ہیں۔“ دوسری جگہ فرمایا: ﴿يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ قف (١١١)﴾ ”وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔“

راہ خدا میں شہید ہونے والے کو بہت اونچا مقام کیوں دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان دے کر ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں اس سے بڑا کوئی گواہ نہیں ہے، وہ واقعی اللہ کا سچا عاشق تھا۔ اور جو رب کے عاشق ہوتے ہیں، ان کی غیرت وحمیت اللہ کی زمین پر باطل نظام کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ رب کی زمین پر باطل قوتوں کا قبضہ ہو اور اللہ کے وفادار آرام سے لمبی تان کے سوئے رہیں۔ یہ روش وفاداری کے خلاف ہے۔ اگر اُن کے پاس قوت ہے تو اُن پر لازم ہے کہ باطل کو جڑ سے اکھاڑ کر اللہ کا دین (جو انسانوں کے لئے رحمت ہے) قائم کریں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو کامل رحمت والا نظام عطا کیا گیا۔ جو طبقات اس نظام رحمت کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے خلاف صف آرا ہو کر اُن کا قلع قمع کریں۔

شہادت ایک بہت بڑا اعزاز ہے، جو اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو حق کی گواہی دیتا ہے، جو راہِ حق میں، دین کے غلبہ کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ لفظ جس طور سے استعمال ہوتا ہے، اس سے اس کے اصل معنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ دینی کاز کی خاطر جان دینے کے علاوہ دوسرے مقتولوں کو بھی شہید کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ شہید اصلاً وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کے غلبہ یا تحفظ کے لئے جہاد کرتے ہوئے جان دیتا ہے۔ جہاد راہِ حق میں جدوجہد کا نام ہے۔ مجاہد حقیقت میں ہے ہی وہ شخص جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ریاکاری، غیرت یا اظہار شجاعت کے لئے جہاد کرتا کہ ان میں کون اللہ کی راہ میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ سربلند رہے، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔“ (جامع ترمذی)

یعنی مجاہد درحقیقت وہ شخص ہے جو اس غرض سے جنگ کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے، اُس کا عطا کردہ نظام قائم ہو جائے۔ ایسا شخص جب جان دیتا ہے تو وہ صحیح معنی میں شہید فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ شہید لفظ کا استعمال اس کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی آتا ہے، کیونکہ شہادت کے کئی مراتب ہیں۔ وہ شخص بھی شہید ہے جو اپنے مال و املاک کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، لیکن وہ شہید فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ کچھ لوگ اپنے وطن کی آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں تو یہ بھی ایک طرح کا جہاد ہے، لیکن یہ جہاد حریت ہے، جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ تو یہ وہ چیزیں ہیں جن میں عام طور پر لوگ خلط مبحث کر دیتے ہیں اور بات کو سمجھ نہیں پاتے۔ افسوس کہ یہ چیزیں ہماری تعلیم اور نصاب کا حصہ ہی نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اچانک اس طرح کی کوئی بحث اٹھ جائے تو سوالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب تک ہمیں ان چیزوں کا علم نہیں ہوگا، بات سمجھ نہیں آئے گی۔

قرآن حکیم میں متذکرہ آیت (آل عمران: 140) جس میں لفظ شہید مقتول فی سبیل اللہ کے معنی میں آیا ہے، ایک خاص پس منظر میں آئی ہے۔ یہاں ذکر غزوۂ احد کا ہو رہا ہے، جو غلبہ دین حق کی جدوجہد میں دوسرا غزوہ ہے۔ اس راہ میں جو پہلا غزوہ پیش آیا، وہ غزوۂ بدر تھا۔ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معجزانہ طور پر کامیابی عطا کی، اللہ کی غیبی تائید اُن کے ساتھ تھی۔ غزوۂ احد میں اگرچہ مسلمانوں کو وقتی طور پر شکست ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے ساتھ نہیں تھی۔ یقیناً اللہ کی مدد آئی تھی۔ اللہ نے نصرت کا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا، فرشتے بھی مدد کو آئے تھے، اسی لئے پہلے ہی ہلے میں دشمن کے قدم اکھڑ گئے، اور مسلمان ان کو تہہ تیغ کرنے لگے تھے۔ دشمن بھاگ رہے تھے، لیکن پھر یہ ہوا کہ جب نظم میں ڈھیل کا مظاہرہ ہوا تو اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو وقتی طور پر شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر یہ ہوا کہ 70 مسلمان شہید ہو گئے۔ سورۂ آل عمران میں ان باتوں کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ شہادت فی سبیل اللہ کا ذکر کر کے اہل ایمان کو تسلی دی جا رہی ہے۔ فرمایا:

﴿هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (١٣٨)﴾

”یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بیان صریح اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔“

یعنی یہ نصیحت اور ہدایت ویسے تو سب کے لئے ہے، لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو متقین ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹) ﴾

''اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔''

حزن و ملال، افسوس، پریشانی انسان کو ڈپریشن کی طرف لے جاتی ہیں۔ لہٰذا دھیان رکھو کہ ان کی نوبت نہ آنے پائے۔ گھبراؤ مت اور ہمت نہ ہارو کہ بالآخر تم ہی غالب ہو کر رہو گے اگر تم واقعی مومن ہوئے۔ یہ بہت عظیم آیت ہے، جس میں قیامت تک کے لئے ہمارے لئے بشارت ہے۔ مسلمانوں کا دنیا میں غلبہ و اقتدار اور سربلندی حقیقی ایمان کے ساتھ مشروط ہے۔ حقیقی ایمان وہ ایمان ہے جس کی گواہی آدمی کا عمل دے رہا ہو، انسان کا کردار شاہد ہو کہ یہ واقعی اللہ پر، رسول پر اور آخرت پر ایمان رکھنے والا ہے۔ یہ نہیں کہ ایمان صرف نوک زبان پر ہو۔ اس وقت دنیا میں پونے دو ارب مسلمان ہیں، لیکن بیشتر کا حال یہ ہے کہ یقین کی دولت سے محروم ہیں۔ مسلم دنیا کے حکمران تو معاملات اور حالات کو ایمان و یقین کی روشنی میں دیکھنے کی بجائے مادی زاویہ نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ غلبہ و کامرانی کے لئے انہیں بھروسا اللہ پر نہیں، جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ پر ہے، جبکہ یہ سب چیزیں ثانوی ہیں۔ اصل چیز اللہ پر یقین اور اعتماد ہے۔ اگر اللہ پر یقین اور بھروسا نہ ہو تو اسلحہ، ہتھیار حتیٰ کہ ایٹم بم بھی دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ ہاں اگر اللہ پر پختہ یقین ہوا تو ضرور غلبہ و سربلندی حاصل ہوتی ہے۔ طالبان افغانستان کی شاندار مثال ہمارے سامنے ہے، جو ایمان کے ہتھیار سے لیس تھے، تو بے تیغ ہی امریکا سے ٹکرا گئے اور اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ آج امریکا وہاں سے دم دبا کر بھاگ رہا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط ﴾

''اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے۔''

اگر غزوۂ احد میں تمہارے 70 افراد شہید ہوئے ہیں اور بہت سارے زخمی بھی ہوئے ہیں، اگر تمہیں ایک چرکہ لگا ہے، تو ذرا غور کرو کہ وہ قوم جو تمہارے مقابل ہے یعنی قریش مکہ انہیں بھی تو ایسا زخم لگ چکا ہے۔ ایک سال پہلے ان کے بڑے بڑے سردار نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ تم اس وقت جو اتنے پریشان اور صدمے سے نڈھال ہو رہے ہو، تو اس کیفیت سے نکلو۔ یہ کیفیت اگرچہ تمام مسلمانوں کی نہ ہوگی، چند ایک کی ہی ہوگی، تاہم قرآن مجید اصلاح کے لئے عمومی انداز میں بات کرتا ہے، تاکہ قیامت تک سب لوگ اس سے رہنمائی پائیں۔

﴿ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج ﴾

''اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔''

یعنی ہو سکتا ہے کسی ایک معرکے میں مسلمان فتح مند ہو جائیں اور کسی دوسرے معرکے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچے اور بظاہر شکست ہو۔ یہ گردش ایام ہے، جس سے مسلمانوں کو بھی واسطہ پڑے گا، لیکن بالآخر کامیابی انہی ہی کی ہوگی۔ غور کیجئے نبی کریم ﷺ کی مختصر سی حیات طیبہ میں اللہ نے ان سے کیا کچھ کام لیا ہے۔ اگرچہ اس دوران میں کئی نہایت مشکل مراحل آئے، کتنے ہی غزوات اور سرایہ ہوئے اور حضور ﷺ کو کئی صدمات دیکھنے پڑے، لیکن بالآخر فیصلہ کن غلبہ اور کامیابی رسول کریم ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں ہی کی ہوئی۔ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو چرکہ لگا ہے، اس میں کئی مصلحتیں ہیں۔ اس میں ایک مصلحت یہ ہے کہ

﴿ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (۱۴۰) ﴾

''اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان لانے والوں کو متمیز (نمایاں) کر دے اور تم میں سے بعض کو رتبہ شہادت دے اور اللہ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔''

یعنی غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی اور اُن کی جو شہادتیں ہوئیں، یہ سب کچھ اس لئے ہوا تا کہ اللہ ممیز کر دے ان لوگوں کو جو اللہ پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں اور بعضوں کو مقام شہادت سے سرفراز فرما دے، جو ایک بہت اونچا منصب اور بلند مقام ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

شہادت کی آرزو ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ حدیث نبویؐ ہے کہ جس شخص کی موت اس حال میں آ گئی کہ نہ تو اس نے اللہ کی خاطر کسی جنگ میں حصہ لیا، اور نہ کبھی اس کی آرزو ہی اس کے دل میں پیدا ہوئی، (کہ میں کسی اسلامی جنگ میں شریک ہوں اور اس میں مجھے شہادت نصیب ہو) وہ تو ایک درجے کے نفاق پر مرا ہے۔ یعنی ایسے شخص کا ایمان خالص نہیں ہے۔ اس میں نفاق کی آمیزش آ گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے بچائے اور شہادت بلند کا مرتبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

آگے فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۴۲) ﴾

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے (حالانکہ) ابھی اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ یہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔''

﴿ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۱۴۳) ﴾

''اور موت (شہادت) کے آنے سے پہلے تم اُس کی تمنا کیا کرتے تھے، سو تم نے اس کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

اس کا ایک خاص پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ احد سے پہلے غزوۂ بدر ہوا۔ اس میں صرف 313 مسلمانوں کو شریک ہونے کا موقع ملا تھا۔ اُن کے پاس صرف آٹھ تلواریں تھیں، مگر پھر بھی غزوۂ بدر ہوا ہے، کفار کے ساتھ دو بدو مقابلہ ہوا، اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے، وہ خواہش کر رہے تھے کہ کاش ہم بھی معرکہ بدر میں شریک ہوتے اور ہمیں بھی شہادت نصیب ہوتی۔ تو فرمایا کہ تم اس سے پہلے شہادت کی بڑی آرزو بھی کرتے تھے، تمہیں شہادت کا مقام عطا کر کے اللہ نے تمہاری یہ آرزو بھی پوری کر دی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]


**کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ**

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I II III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس کے لئے (مع جوابی لفافہ) رابطہ کریں

**شعبہ خط و کتابت کورسز**
قرآن اکیڈمی 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

# قرابت حسینؓ کی

**عامرہ احسان**

amira.pk@gmail.com

عجب منظر رہا۔ ہر چینل پر جذبات کا سیل رواں۔ اینکر پرسن ٹائی سوٹ کسے (لنگر لنگوٹ کسے، کا جدید پیرایہ) خواتین اینکر زنیم مغربی حلیوں میں نہایت خشوع وخضوع سے، پورے مذہبی جوش وخروش سے فلسفہ شہادت پر دور دور کی کوڑیاں لا رہی تھیں۔ وفورشوق شہادت میں بعض جگہ ملکۂ ترنم کی گائیکی بھی جوش شہادت کو بڑھانے پر مامور تھی! حیرت سے لوگوں نے نامی گرامی ے پرستوں کو بھی دلائل دیتے پایا۔ سید منور حسن نے بھڑوں کا چھتہ چھیڑ دیا۔ منظر یہ تھا کہ ہر چینل پر (میڈیائی اصول کے مطابق) ایک جماعتی نمائندے کو اوسطاً چار افراد 'ٹاک دنگل' میں نشانے پر لیے ہوئے تھے۔ کف آلود یلغار تھی۔ نظروں کے تیر، زبانوں کے گولے برسا برسا کر ایسے 'ایمان افروز' دلائل داغے جا رہے تھے کہ ٹی وی ڈبے سے باہر بیٹھے ہوؤں کے بھی بھیجے نکل آئیں۔ پرنٹ میڈیا نے بھی اس کار ثواب میں پورا حصہ لیا بلا استثناء! نہ جانے ایک مبہم سا استفہامیہ اتنے بڑے ہنگامے کا سبب کیوں بنا؟ اللہ خیر کرے۔

سلیم صافی کا مولانا صوفی محمد سے ایک ایسا ہی انٹرویو سوات آپریشن کا پیش خیمہ بنا تھا۔ ایسی ہی شام غریباں برپا کر کے طوفان اٹھائے گئے تھے۔ مولانا صوفی محمد کے مزاج کے مطابق کچھ سوال پوچھے اور جواب حاصل کیے گئے۔ اس مرتبہ نقد حاصل اس انٹرویو کا یہ تھا کہ قوم کی توجہ ڈرون حملوں کی سفاکی، قبائل میں عوام پر ظلم اور امن مذاکرات کی ناگزیریت، امریکہ کی امن دشمنی سے ہٹا کر درہم برہم کر دی گئی۔ امریکہ اور امریکہ نوازوں کے چہرے کھل اٹھے۔ لگے ہاتھوں اسی ہاؤ ہو میں حقانی نیٹ ورک کے سربراہ جلال الدین حقانی کے بیٹے نصیر الدین حقانی کو شہید کر دیا گیا۔ عوام کا دھیان ہٹا ہوا تھا، یہ کام صفائی سے ہو گیا۔ سی آئی اے یا اس کے مقامی رضا کاروں نے موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔

اُدھر تین دن میڈیا پر یہ جھاڑو پھیرنے کا نقد معاوضہ یہ ملا کہ برطانوی سفیر نے بنفس نفیس میڈیا ہی پر بیٹھ کر اس کارکردگی پر شاباش دی۔ امریکہ برطانیہ کیا 65ء، 71ء کی جنگوں میں بھی ہم پر اتنا ہی مہربان تھا؟ چھوٹے سے چھوٹے کام پر نگاہ۔ یعنی ہر خبر پر نظر؟ اور کیا اسی طرح شاباش اور ودھائی ہماری فوج اور اس کے محبان کو اس وقت بھی میسر تھی؟ جنگ تو ہماری ہے۔ ہم پر امریکا کیوں ڈالر برساتا ہے؟ وہ قوم ٹکا ٹکا گنتی ہے جسے ہم نے نیویارک کی سڑکوں پر استعمال شدہ زیر جامے اور جرابیں بھی بیچتے دیکھا ہے۔ وہ ہماری جنگ کو وسائل کیوں مہیا کرتی ہے؟ سوال ایک تو نہیں۔ یہ تو سوالوں کی لڑیاں ہیں جو ایک کے بعد ایک آتی اور ہم جیسے دیوانوں کو الجھاتی ہیں۔ یہ میڈیا کے فرزانے ہی بتا سکیں گے شہادت پر کیوں الجھ رہے ہیں۔ شہادت کا پس منظر ہوتا ہے۔ اصطلاحات خلط ملط کر دیں۔ جہاد تو ڈینگی کے خلاف جہاد، غربت، ناخواندگی کے خلاف جہاد بنا دیا۔ شہادت کا سیاق وسباق تو ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے۔ اور 9/11 کے بعد تو یہ دہشت گردی قرار پا گئی۔ لہٰذا بانس کے بغیر بانسری کیسی؟ جہاد فی سبیل اللہ۔ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ یہ قرآن کی اصطلاح ہے۔ مثلاً جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ فی سبیل اللہ لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، (النساء:76)۔ طاغوت کی تشریح فساد خلق کے خوف سے کیا کی جائے کہ اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔

منور حسن صاحب سے شکوہ میں مولانا مودودیؒ کا نام احترام سے لے کر اظہار افسوس کیا گیا کہ ان کی جماعت......؟ تو مولانا مودودی کے دو مختصر پمفلٹ (جو ان کی کتب کا حصہ ہیں) راہ خدا میں جہاد، اور 'جہاد کی اہمیت، ہیں۔ بس انہیں اذن عام دے دیجیے' پھیلا دیجیے، ساری الجھن دور ہو جائے گی۔ جہاد کا مختصر ابتدائی تعارف سارے بنیادی سوالوں کا جواب دے دے گا۔ مثلاً: ''انسان پر سے انسان کی حکومت مٹا کر خدائے واحد کی حکومت قائم کرنا ہے اور اس مقصد کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دینے اور جان توڑ کر کشش کا نام جہاد ہے۔'' (جہاد کی اہمیت)۔ راہ خدا کی جنگ وہ ہے جس کا مقصد صرف یہ ہو کہ خدا کا قانون عدل (شریعت الٰہیہ) دنیا میں قائم ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ راہ خدا کی جنگ سے کیا مراد ہے؟ ایک شخص مال کے لیے جنگ کرتا ہے۔ دوسرا شخص بہادری کی شہرت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرتا ہے۔ تیسرے کو کسی سے عداوت ہوتی ہے یا قومی حمیت کا جوش ہوتا ہے (قبیلہ، نسل، زمین) اس لیے جنگ کرتا ہے۔ ان میں سے کس کی جنگ فی سبیل اللہ ہے؟ نبی ﷺ نے جواب دیا: ''کسی کی بھی نہیں۔ فی سبیل اللہ تو صرف اس شخص کی جنگ ہے جو اللہ کا بول بالا کرنے کے سوا کوئی مقصد نہیں رکھتا۔'' (راہ خدا میں جہاد)۔ بس اگر جنگ شریعت الٰہیہ کے نفاذ اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی حکومت قائم کرنے کی لڑ رہے ہیں تو بحث مباحثہ کیسا؟ نتیجہ شہادت کے سوا اور کیا ہے! البتہ فکر تب تو ہوگی نا اگر صلیبی اتحاد میں نیٹو امریکہ کے جھنڈوں تلے فرنٹ لائن اتحادی بن کر خدانخواستہ اسلام، شریعت داڑھی، ایمان کے در پے ہوں۔ لہٰذا یہ سر تا سر اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا معاملہ ہے۔ یہاں بھلے زبانیں گدی سے کھینچ لیں، منہ نوچ لیں، عقوبت خانوں میں پھینک دیں۔ نمونہ عبرت بنا دیں، حقیقت کا سامنا تو کرنا ہوگا۔! ذرا اس آنکھ کی بندش کے دم بھر منتظر رہنا۔ خود ہی تم جان جاؤ گے۔ 'شہادت' کی حقیقت کو۔۔۔! بنیادی عنصر ہی اللہ کے نظام دین کا غلبہ ہے۔ قرآن، حدیث کھولیں گے تو اس تلخ سچ سے پیچھا چھڑانا ممکن نہیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ پہلے بھی بالعموم اور 9/11 کے بعد بالخصوص پاکستانی (و دیگر مسلم ممالک) معاشرہ سیکولر لبرل نظام تعلیم، امریکی غلام حکمرانوں اور میڈیا کے ہاتھوں لخت لخت ہو چکا۔ لکڑ ہضم پتھر ہضم اسلام کا یہ برانڈ رینڈ کارپوریشن سے ڈھل ڈھل کر مقامی فتویٰ ساز سکالروں کی مہریں لگ لگ کر جاری ہوا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ کے بغیر اسلام۔ سود، شراب، جوا، سٹہ، کرپشن سے لبالب بھرا اسلام۔ کاسیات، عاریات، ملالات، ممیلات

(لباس کے باوجود برہنہ، مائل ہونے/کرنے والیاں) کے باوجود اسلام۔ فحش ترین مناظر کے باوجود اخلاق سوز اخلاق باختہ 78 چینلوں کے باوجود۔ نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے! ابوجہل اسلام کا یہ برانڈ جانتا ہوتا تو اسلام قبول کیے بیٹھا ہوتا۔ عبداللہ بن ابی 5 وقت مسجد نبویؐ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر، (مارے بندھے) زکوٰۃ دے کر، جہاد میں شمولیت کے باوجود ایسا رد ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی 70 مرتبہ کی استغفار بھی اس کے لیے کارگر نہ ہوئی۔ مانعین زکوٰۃ (صرف ایک رکن اسلام کا انکار) کے خلاف سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا جہاد فی سبیل اللہ دیکھیے۔ جھوٹی نبوت کے خلاف جنگ یمامہ میں قیمتی ترین حافظ صحابہؓ کی شہادت دیکھیے۔ جناب اسلام کو بازیچہ اطفال نہ بنایئے۔ یہ کرکٹ میچ نہیں ہے جس میں گلگلیاں بگھارتے پھریں۔ آگ سے مت کھیلیں، جس کا کام اسی کو ساجھے۔ جیسے بچہ۔۔۔ نواقض وضو نہیں جانتا۔ لہٰذا ننھے میاں کا وضو سو کر اٹھ کر بھی قائم رہتا ہے، کچھ ایسا ہی حال ان معصوموں کا ہے جو نواقض اسلام، شروط لاالٰہ الا اللہ سے نابلد مفتیان کرام بنے بیٹھے ہیں۔ اس کے برعکس مفتی تقی عثمانی صاحب کا محتاط فتویٰ بھی آچکا ہے۔ اس سے پہلے لال مسجد کا منہ جس فتوے پر انہی کے خون سے لال کر دیا گیا تھا وہ بھی موجود ہے۔ انہی کا کام ہے جن کے حوصلے ہیں زیاد! مفتی شامزئی رحمۃ اللہ علیہ بھی فتوے کے نتیجے میں شہادت پا گئے تھے۔ سید منور حسن آتش نمرود میں کود پڑے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔ شاید پے در پے ذی الحج اور محرم کے اثرات ہیں۔

فرزانوں کو تقرب فرعون مرحبا
دیوانوں کے لیے ہے قرابت حسینؓ کی
حکم خدا نہ توڑا ریاست کے واسطے
قربان تھی خدا پہ ریاست حسینؓ کی

(حاصل تمنائی)

☆☆☆


تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام


**جہاد اسلامی**

## افغان عوام، مجاھدین اسلام اور امت مسلمہ کے نام

# امیر المجاہدین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کا پیغام

غاصب و جارح امریکا اور اُس کے اتحادیوں سے برسرِپیکار تحریک طالبان افغانستان کے قائد امیر المجاہدین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے امسال عیدالاضحیٰ کے موقع پر ملت اسلامیہ، بہادر مجاہدین اسلام اور غیور افغان عوام کے نام جو ایمان افروز پیغام جاری کیا، وہ امریکا کی مسلط کردہ جنگ کے تناظر میں صورتحال کا بھرپور تجزیہ، ملت اسلامیہ کے لئے رہنمائی، سرفروش مجاہدین کے لئے ہدایات اور افغان عوام کے لئے واضح لائحہ عمل پر مشتمل ہے۔ اس سے افغانستان میں جہادی تحریک کی اصل صورتحال بھی سامنے آتی ہے۔ امیر المجاہدین کے پیغام کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر اسے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، اور درود وسلام ہو حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل و اصحاب، دوستوں اور ان سب پر جو قیامت تک آنجناب (ﷺ) کی اتباع کرنے والے ہیں، امابعد!

فاعوذ باللّٰه من الشيطن الرجيم ○ بسم اللّٰه الرحمن الرحيم ط ﴿ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ط وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (٨) ﴾ (الصف) صدق اللّٰه العظيم ("یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔") اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر لا اله الااللّٰه واللّٰه أكبر اللّٰه أكبر وللّٰه الحمد

تمام مؤمنین، ہم وطنو اور پوری امتِ مسلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے بڑی عید کے مبارک ایام کی مناسبت سے آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کی عبادتیں، خصوصاً حجاج کرام کے حج، مجاہدین کی قربانیاں اور جدوجہد، شہداء کی شہادتیں، قیدیوں کی اسارت اور زخمیوں کی تکالیف اپنے عظیم دربار میں قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا ہے کہ شہداء کے اہل خانہ کو صبر اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اسیروں کو جیلوں سے رہائی دلائے اور زخمیوں کو شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ اور ہم سب کو اسلامی نظام، خوشحالی اور سکون جیسے انعامات سے نوازے۔

میرے مسلمان بھائیو!

ہم عیدالاضحیٰ کی خوشیاں ایسے حالات میں منا رہے ہیں کہ بشمول ہمارے تمام امت عالمی سطح پر انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہے۔ جہاں ایک طرف پوری امت کے خلاف دشمنوں کی یلغار بپا ہے وہیں سازشوں اور ظالمانہ اعمال کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دوسری طرف عدم اتفاق، عاقبت نااندیشی، تفرقہ بازی، غداری اور اسلام دشمنوں کے شکنجے میں کسا جانا، ایسے مہلک امراض ہیں جو امت کے جسم میں خوب سرایت کر چکے ہیں۔ حج کے اس مبارک اور عظیم اجتماع سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ دشمن کے پروپیگنڈے، شیطانی افکار، بے بنیاد شکوک وشبہات، قومی، لسانی، علاقائی، نسلی، مذہبی اور دیگر تعصبات کو ذہنوں سے نکال پھینکیں، اور نفس پرستی، عاقبت نااندیشی اور تفرقہ بازی کی ذہنیت کو اپنے سے دور کریں، صرف اور صرف اسلامی شعار تلے ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیرخواہی کا مظاہرہ کریں اور امت کی ناگفتہ بہ صورتحال اور تمام مشکلات کا حل اسی راستے سے طلب کریں۔ آیئے! اسلام پر مضبوطی سے جمے رہیں اور اسلام کے راہنما اصولوں کے تحت نجات کی حقیقی راہ تلاش کریں۔

اے راہ حق کے بہادر اور سرفروش مجاہدو!

اولاً اللہ جل جلالہ کی مدد ونصرت، پھر آپ لوگوں کی بے دریغ قربانیوں اور عوام کے مضبوط تعاون کے نتیجے میں جارحیت پسند دشمن کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ صبح نو اب ان شاء اللہ عنقریب طلوع ہونے کو ہے۔ آپ

لوگوں کو چاہیے کہ یہ لمحات اپنے رب کا شکر ادا کرنے اور اپنے عوام کی خدمت میں صرف کریں، تاکہ ہم مزید عنایات الٰہی کے مستحق ٹھہر سکیں۔

مجاہدین کو میری نصیحت ہے کہ حملہ آور دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور ان پر تابڑ توڑ حملے جاری رکھیں۔ اپنے مجاہد عوام سے قربت کو مزید بڑھائیں، تاکہ اس عظیم مقصد کا حصول ممکن ہو، جو اہل افراد پر مشتمل ایک ایسے خودمختار اسلامی نظام کا قیام ہے، جس میں تمام افغانوں کی نمائندگی شامل ہوگی، اور جس کے حصول کے لیے سالہا سال سے ہم نے اپنا مقدس جہاد جاری رکھا ہوا ہے۔

مومن افغانو!

میں بڑی عید کے ان مبارک لمحات میں نامساعد ملکی حالات کے حوالے سے چند باتیں آپ کے گوشِ گزار کرنا چاہوں گا۔

(جیسا کہ آپ جانتے ہیں) گزشتہ بارہ سالہ جارحانہ یلغار نے ہزارہا افغانوں کا ناحق خون بہایا، اور انھیں جیلوں میں ڈالا گیا۔ دیہات، شہر، مدارس اور مساجد بمباری کا نشانہ بنے۔ آئے روز مسلمانوں کے مقدسات خصوصاً قرآن کریم کی بے حرمتی کی جاتی رہی۔ ہمارے ملک کی اہم کانوں اور معدنیات کو لوٹ لیا گیا۔ عوام کے سر پر ایک ایسی بے صلاحیت اور بے کفایت انتظامیہ مسلط کردی گئی جس کے اعلیٰ حکام انتظامی کرپشن، غبن، زمینوں پر ناجائز قبضے، منشیات کی کاشت و کاروبار، جنگلات، کانوں اور نوادرات کی فروخت میں منظم انداز میں ملوث ہیں۔ ان کے یہ سرکاری جرائم غارت گری کے منصوبہ بند پروگرام کا حصہ ہیں۔ یہ لوگ (امریکی) چاہتے ہیں اس طریقے سے اپنے طویل قیام کی راہ ہموار کریں اور افغانوں کو ہمیشہ کے لیے دست نگر بنا ڈالیں۔

اسی طرح ثقافت، ذرائع ابلاغ اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے بھی ایسے پروگرام شروع کیے گئے ہیں، جن کے ذریعے عوام کو ذہنی پسماندگی اور فکری بے راہ روی کا شکار بنایا جاتا ہے۔ جارحیت پسندوں کے پیسوں سے سے چلنے والے ذرائع ابلاغ کی ساری توجہ اس بات کی طرف مبذول ہے کہ خواتین اور جوانوں کے حقوق کے نام پر بے حجابی اور مخلوط مغربی کلچر افغان عوام پر مسلط کیا جائے، اور انھیں اپنے اسلامی اصولوں اور قومی کلچر سے بیگانہ کردیا جائے۔ ان ذرائع ابلاغ ہی کے ذریعے عوام میں قومی، علاقائی اور لسانی نفرتوں کو ہوا دی جاتی ہے، اور ان کے آپس کا اتحاد و اتفاق پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تاکہ دشمن کا یہاں مستقل قیام اور جارحیت آسان ہو اور اسے دوام ملے۔

کابل انتظامیہ اور جارحیت پسند نہ صرف اندرونی طور پر افغانستان کی تباہی کے ذمہ دار ہیں بلکہ استعماری معاہدوں پر دستخط کرکے انھوں نے خطے میں اور عالمی سطح پر افغانستان کی حیثیت کو غیر یقینی صورتحال سے دوچار کرکے جنگ کو طول دینے کا جواز فراہم کیا ہے۔

بایں وجہ جارحیت پسندوں اور ان کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ اسٹریٹیجک (تزویراتی) معاہدے پر دستخط ان کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ وہ چاہے جتنے بھی خودساختہ جعلی ''لویہ جرگوں'' سے اس پر تائیدی مہر ثبت کروائیں، مگر افغانوں کے ہاں ایسے معاہدوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیوں کہ اس ملک کے حقیقی نمائندوں اور حقیقی لویہ جرگوں نے اپنی غلامی کے ایسے معاہدوں پر کبھی دستخط نہیں کیے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں اس ملک کا نمائندہ لویہ جرگہ نہیں کہا جاسکتا، اس لیے ان کے فیصلے بھی قابل قبول نہیں۔ چنانچہ اپنی دینی، قومی اور انسانی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے، افغانستان کی بقا اس خطے اور دنیا کو امن کی ضمانت دینے، عوام کو آزادی و سرخروئی اور سیاسی استقلال بخشنے اور ان خطرناک حالات سے نجات دلانے کے لیے تمام افغانوں کو ہاتھوں میں ہاتھ دینا ہوگا۔ جارحیت کے خاتمے اور ان تمام بدبختیوں، ناگواریوں اور شرمناک حالات کے خاتمے کے لیے مشترکہ کوششیں کرنی ہوں گی، اور ایک خودمختار اسلامی افغانی نظام کے قیام کے لیے حالات سازگار بنانے ہوں گے۔

جارحیت کے سائے تلے انتخابات کے نام سے عوام کو بے وقوف بنانے کا جو سلسلہ جاری ہے افغان عوام کبھی اس دھوکے میں نہ آئیں گے۔ کیوں کہ اس عمل میں جو لوگ پھرتیاں دکھا رہے ہیں یہ وہی چہرے ہیں جنھیں اسلامی اور قومی مفادات کی بجائے جارحیت پسندوں کے اور اپنے ذاتی مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ حتیٰ کہ بعض تو اقتدار کے حصول کی خاطر کفار کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے مقدس دین اور احکام میں تحریف کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

عوام جانتے ہیں کہ چند بیرونی آلہ کار ان کے مستقبل سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انتخابات میں ان کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی اور نہ انھیں ان انتخابات میں شمولیت کا کوئی فائدہ ہی ہوگا۔ اسی بنا پر امارت اسلامیہ ان انتخابات کو مسترد کرتی ہے اور عوام سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان انتخابات میں شرکت نہ کریں۔ کیوں کہ یہ ایک ڈراما ہے، جسے جارحیت پسند اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے رچانا چاہتے ہیں۔

امریکا اور اس کے اتحادیوں کو دراصل انتخابات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، انھیں وہاں انتخابات میں دلچسپی ہوتی ہے جہاں ان کے مقاصد کی تکمیل ہو۔ جہاں مقاصد کا حصول ممکن نہ ہو وہاں سازشوں کے ذریعے معاشروں کو عوامی حکومت سے محروم کردیا جاتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں، اور مصر کے انتخابات کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ سب نے دیکھا کہ منتخب حکومت کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ مصالحت کے ذریعے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے والے ہزاروں مصری مسلمانوں کو انتہائی وحشیانہ مظالم سے شہید اور زخمی کیا گیا، اور جیلوں میں ڈالا گیا۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے اور جمہوریت کی علمبردار حکومتیں اس کا تماشا دیکھ رہی ہیں۔

غیرت مند افغانیو!

حال ہی میں کچھ روز قبل جارحیت پسندوں اور اتحادیوں نے کوشش کی کہ اسلامی ملک کی محترم سرحدوں کا دفاع اور ان جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور مزاحمت کو ایک غیر شرعی عمل ثابت کیا جائے۔ افغان سرزمین پر ہونے والی بیرونی جارحیت سے عوام کی توجہ ہٹائی جائے اور جارحیت پسندوں کے خلاف مزاحمت کو افغانوں کی آپس کی جنگ قرار دیا جائے۔ یہ لوگ سورج کو دو انگلیوں سے چھپانا چاہتے ہیں!

کابل انتظامیہ چند پروردہ چہروں کی نمائشی کانفرنسوں کے ذریعے افغانستان کے خلاف 49 ممالک کے باقاعدہ منظم فوجی تسلط اور ہمہ پہلو جارحیت کو بدعنوان توجیہات کے ذریعے جواز بخشنا چاہتی ہے۔ مگر ان کانفرنسوں کے میزبانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اب ان شاء اللہ، پروردگار کی نصرت سے افغان عوام کی فتح کے دن قریب آچکے ہیں۔ جارحیت پسندوں کی شکست اور اسلامی نظام کی حاکمیت بہت قریب ہے۔ اس لیے اس طرح کی ناکام اور بے جا کوششوں کا انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جارحیت پسندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے محدود داؤ بھی کسی صورت قابل قبول نہ ہوں گے، اور اس کے مقابل مسلح جہاد اور بھی مضبوط ہوگا۔

افغان مجاہد عوام الحمد للہ اب حقائق کا خوب ادراک کرچکے ہیں۔ وہ تمھاری سازشوں کا کبھی شکار نہ ہوں گے۔ ہم ان تمام لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں جو جارحیت پسندوں کی حمایت کرتے ہیں یا نادانستہ ان کی صفوں میں

کھڑے ہیں کہ اپنے ہزاروں ساتھیوں کی طرح کفار کے تعاون سے دستبردار ہو جائیں! امارت اسلامیہ کے دروازے ہر وقت ان کے لیے کھلے ہیں۔ کفار کی صف میں مرکر اپنا دین و دنیا تباہ کرنے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اپنے عوام کے شانہ بشانہ مزاحمت کے لیے کھڑے ہو جائیں، تاکہ زندگی اور موت ''دونوں'' سب کے لیے باعث فخر ہوں۔

ہم اپنے مجاہدین سے التماس کرتے ہیں کہ علماء کرام، قومی رہنماؤں، بزرگوں اور معززین کے توسط سے نیشنل آرمی، پولیس اور اربکیوں (قبائلی لشکر) کے اہلکاروں کو سمجھائیں، تاکہ وہ جارحیت پسندوں کی صفوں سے نکل کر عوامی صفوں میں آجائیں، اور آزادی اور اسلامی نظام کے قیام کی قابلِ فخر تاریخ میں شریک ہو جائیں۔

اے مومن ہم وطنو!

امارت اسلامیہ افغانستان تمام افغانوں کو یقین دلاتی ہے کہ وہ وطن کی آزادی اور ایک خودمختار اسلامی نظام، جس میں افغانستان کے تمام طبقات کی نمائندگی شامل ہوگی، کے قیام کے لیے کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ عوام کی خوشحالی، ترقی اور اجتماعی انصاف کی ذمہ داری بلا کسی تفریق کے اہل افراد کو سونپنا ہماری پالیسی کے بنیادی نکات ہیں۔ ہم عوام کے تمام حقوق کی ضمانت دیتے ہیں خطے اور دنیا بھر کے ممالک خصوصا پڑوسیوں سے جانبین کے احترام، اسلامی اصولوں اور قومی مفادات کی روشنی میں بہتر تعلقات کا قیام، ملک کے بنیادی مسائل خصوصاً اقتصادیات اور صنعت و تجارت پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ معاشرے میں ایسا ایک نظام بروئے کار لایا جائے گا جو عوام اور ملک کی مادی اور روحانی ترقی کے لیے کام کرے گا۔

عالمی دنیا سے رابطوں کے لیے صرف امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کی ذمہ داری لگا دی گئی ہے۔ اس حوالے سے اگر کسی اور جگہ پر طالبان کے نام پر کوئی دفتر کھولنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ امارت اسلامیہ کے نمائندگی ہرگز نہ ہوگی۔ غیر نمائندہ افراد سے رابطے محض وقت کے ضیاع سے زیادہ کچھ نہ ہوں گے۔ اسی طرح اگر امارت اسلامیہ کے باقاعدہ متعین شدہ ترجمانوں یا سیاسی دفتر کے ذمہ داران کے علاوہ کوئی اور شخص امارت اسلامیہ کے نام پر امارت اسلامیہ کی پالیسی بیان کرتا پھرتا ہے یا سیاسی دفتر کے علاوہ کوئی اور مخالفین سے رابطے کی کوششیں کرتا ہے یا کوئی امارت اسلامیہ کے نام سے انتخابات کی حمایت کرتا ہے تو وہ ہمارا نمائندہ نہیں ہے۔ اور نہ ہم سے وہ مربوط ہی ہے، بلکہ ایسے لوگوں کی جانب سے یہ سب کچھ محض ذاتی شہرت اور مادی فوائد کے حصول کی خاطر کیا جا رہا ہے۔

آخر میں ایک بار پھر میں تمام ہم وطنوں اور امت مسلمہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور صاحب حیثیت بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خوشی اور قربانی کی اس عید میں اپنے بے سہارا اور غریب بھائیوں، شہداء اور قیدیوں کے اہل خانہ کو اپنے تعاون اور نیکیوں میں مت بھولیں! جہاں تک ہو سکے، ان سے تعاون کو یقینی بنائیں۔

مجاہد بھائیوں سے گزارش ہے کہ اپنے مہربان، غیور، محبِ اسلام اور محبِ وطن عوام سے قربت، بہتر تعلقات، شفقت، محبت اور خدمت کا رشتہ مزید مضبوط بنائیں، اور (راہنمائی کے لیے) دیے گئے اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ والسلام

خادم اسلام امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

۸ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ

3-10-2013

# سانحۂ راولپنڈی

## جامعہ تعلیم القرآن کے خطیب مفتی امان اللہ حقائق سے پردہ اُٹھاتے ہیں

یوم عاشور پر راولپنڈی میں کی گئی بد ترین دہشت گردی کو جواز مہیا کرنے کے لیے بعض حلقے یہ نکتہ بار بار اُٹھا رہے ہیں کہ فوارہ چوک سے جب ماتمی جلوس گزر رہا تھا تو جلوس کے راستے میں واقع تاریخی مسجد و مدرسہ جامعہ تعلیم القرآن میں جاری نماز جمعہ کے خطبے میں خطیب صاحب نے بعض ایسے متنازعہ جملے کہے جس کے سبب جلوس کے شرکاء مشتعل ہو گئے۔ میڈیا رپورٹس میں کہا گیا کہ یہ خطبہ جامعہ تعلیم القرآن کے مہتمم مولانا اشرف علی دے رہے تھے۔ تاہم ''امت'' کی تحقیق کے مطابق اس موقع پر مولانا اشرف علی نہیں ان کے فرزند مفتی امان اللہ خطبہ دے رہے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ انہوں نے اپنے خطبے میں ایسی کوئی متنازعہ بات نہیں کی تھی کہ جس سے اشتعال پھیلتا۔ مفتی امان اللہ جامعہ تعلیم القرآن کے بانی مولانا غلام اللہ خانؒ کے پوتے ہیں۔ مسجد و مدرسے پر حملے کے بعد دو روز تک یہ خبریں گردش کرتی رہیں کہ دہشت گردوں کی کارروائی میں مفتی امان اللہ بھی جاں بحق ہوئے اور پھر ان کی لاش غائب کر دی گئی۔ اس دوران نمائندہ ''امت'' بھی مفتی امان اللہ سے رابطے کی سرتوڑ کوشش کرتا رہا تاہم کرفیو اور موبائل نیٹ ورک بند ہونے کے سبب یہ کوششیں ناکام رہیں۔ جبکہ سیکیورٹی اہلکاروں کے گھیراؤ کے سبب متاثرہ علاقے کے اندر جانا بھی ممکن نہ تھا۔ تاہم پیر کے روز بڑے جوکھم کے بعد نمائندہ ''امت'' کی مفتی امان اللہ تک رسائی ہو گئی۔ مسجد و مدرسہ پر جلوس میں شامل بعض دہشت گردوں کے حملے اور اس کے بعد کیا ہوتا رہا، اس حوالے سے وقوعہ کے روز نماز جمعہ کی امامت کرنے والے مفتی امان اللہ نے جو کچھ بتایا وہ نذر قارئین ہے۔ واضح رہے کہ حملے کے بعد کسی بھی اخبار کے لیے مفتی امان اللہ کی یہ پہلی تفصیلی بات چیت ہے۔

خطیب جامعہ تعلیم القرآن نے بتایا کہ ''ہم تقریباً پونے دو بجے جمعہ کی نماز سے قبل حضرت حسینؓ اور صحابہ کرامؓ کے فضائل کے عنوان پر گفتگو کر رہے تھے۔ اس دوران اچانک 25 کے قریب افراد چوکیدار کو زدوکوب کرتے ہوئے مرکزی دروازے سے داخل ہو کر مسجد کے صحن میں آ گئے۔ وہ بری طرح چیخ و چلا رہے تھے اور مقدس ہستیوں پر تبرّا بھیج رہے تھے۔ اس شور شرابے پر سارے نمازی ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ بہت سے نمازی اُٹھ کر گیٹ کی طرف چل پڑے کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے۔ جوں ہی نمازی گیٹ کی طرف بڑھے دہشت گردوں نے پٹرول سے بھری بوتلیں مسجد کے صحن میں پھینکیں اور باہر چلے گئے۔ (بعدازاں اس پٹرول کے ذریعے آگ لگائی گئی) اس وقت مسجد میں دو سے ڈھائی ہزار افراد موجود تھے۔ اس صورت حال پر بھگدڑ مچ گئی اور مجھے اپنا خطبہ روکنا پڑ گیا اور جب میں منبر سے اترا تو اس وقت تک باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ہو چکی تھیں۔ جس کی وجہ سے بہت سے نمازی جان بچاتے ہوئے مسجد سے نکل گئے۔ اب مسجد میں دیگر عام نمازی اور مدرسے کے طلبہ رہ گئے تھے۔ ہمیں لگا کہ حالات کچھ نارمل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد میں دعا کرانے کے لیے ابھی ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ پیچھے سے ایک ساتھی نے آ کر میرے کان میں سرگوشی کی کہ 10 کے قریب حملہ آور مدرسے کے احاطے میں داخل ہو چکے ہیں، جہاں وہ چھری اور زنجیروں سے طلبہ پر تشدد کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر نہتے عام نمازیوں اور مدرسے کے طلبہ نے جان بچانے کے لیے مسجد سے ملحقہ مدرسے کا رخ کر لیا۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اس دوران اچانک اندھا دھند فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب ہم مسجد کے ہال سے نکل رہے تھے تو اس دوران بڑی تعداد میں حملہ آور محراب کے راستے مسجد میں داخل ہو کر مختلف مقامات پر مورچہ زن ہو گئے۔ ہمیں قطعاً اس بات کا علم نہیں تھا کہ محراب کی طرف سے داخل ہونے والے حملہ آور پوری طرح مسلح ہیں۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب ہمارے چند ساتھی ان کی طرف بڑھے تو حملہ آوروں نے سیدھا نشانہ باندھ کر گولیاں برسا دیں، اس کے نتیجے میں تین ساتھی شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ میں حیران تھا کہ مسجد کے اندر اس قدر آزادانہ طریقے سے دن دیہاڑے دہشت گردی کی جا رہی ہے اور کسی سیکیورٹی ادارے کا کوئی اہلکار ادھر کا رخ نہیں کر رہا۔ صرف ایک ڈی ایس پی چودھری حنیف وہاں موجود تھے جو کہ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آئے تھے۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ اگرچہ آپ کی ابھی ڈیوٹی نہیں ہے مگر آپ کم از کم زخمی ساتھیوں کے لیے ایمبولینسوں کا انتظام تو کرا دیں۔ چودھری صاحب نے مہربانی کر کے ایمبولینسیں طلب کر لیں مگر جیسے ہی یہ ایمبولینس ہملٹن روڈ پہنچیں حملہ آوروں نے انہیں روک کر ڈرائیوروں کو تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ اس دوران ہمارے تینوں زخمی ساتھیوں نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ میں نے ایک بار پھر ڈی ایس پی چودھری حنیف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی فورس کہاں ہے؟ جیسا کہ میں نے بتایا کہ ان کی ڈیوٹی نہیں تھی مگر انہوں نے فورس طلب کر لی۔ پولیس کی نفری فوارہ چوک پہنچی تو ہمیں پتہ چلا کہ ان پولیس اہلکاروں سے دہشت گردوں نے بندوقیں اور آٹو میٹک گنیں چھین کر راجہ بازار کا چار اطراف سے محاصرہ کر لیا ہے۔ بعدازاں مسجد کے اطراف میں شدید فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس دوران شرپسندوں نے مسجد سے ملحق دکانوں کو آگ لگا دی۔ ان حالات میں ہم نے بھاگ کر طلبہ کے کمروں میں پناہ لے لی اور مکمل طور پر محصور ہو کر رہ گئے۔ اسی دوران مزید مسلح افراد ادارے میں داخل ہوئے اور طلبہ کو کمروں سے نکال نکال کر ان پر بہیمانہ تشدد شروع کر دیا۔ تشدد کے دوران وہ طلبہ سے کہتے رہے کہ اپنے عقیدے پر تبرّا بھیجو تو ہم طلبہ نے انکار کر دیا۔ اس پر مشتعل ہو کر دہشت گردوں نے نعرۂ حیدری بلند کرتے ہوئے طلبہ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس کے نتیجے میں موقع پر ہی کئی طلبہ نے دم توڑ دیا اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اِدھر سے فارغ ہو کر حملہ آور دوسری طرف بڑھے تو ہم کمروں سے نکل آئے۔ معصوم طلبہ کی لاشیں فرش پر پڑی تھیں اور ان کے جسم کے مختلف اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ کچھ کم عمر طلبہ کے گلے پر چھریوں کے وار بھی کیے گئے تھے۔ ان تمام بچوں کی تشدد زدہ لاشوں کی تصاویر ہمارے پاس محفوظ ہیں اور ہم نے یہ تصاویر

وزیراعلیٰ شہباز شریف کو دکھائی بھی ہیں۔ ہم نے صرف اس لیے یہ تصاویر میڈیا کو فراہم نہ کیں کہ اگر یہ منظر عام پر آجاتیں تو پورے ملک میں آگ لگ جاتی۔ اس پورے سانحے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ تھا کہ حملہ آوروں کی یہ کارروائی سوا دو بجے سے لے کر سوا پانچ بجے تک جاری رہی مگر انتظامیہ مکمل طور پر خاموش تماشائی بنی رہی۔ سوا پانچ بجے کے قریب ایلیٹ فورس کے اہلکار پہنچے مگر انہوں نے بھی صرف تین افراد کو گرفتار کیا اور باقی سارے حملہ آور بآسانی فرار ہوگئے۔ ایلیٹ فورس کے اہلکار ہمیں جب لے جا رہے تھے تو ہم مسجد کی چھت سے ملحقہ بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ صرف اس دوران مجھے چھ لاشیں مسجد کے صحن میں اور چار لاشیں برآمدے کے بالائی حصے پر پڑی نظر آئیں۔ مسجد کے تین اطراف میں واقع دکانوں کو نذر آتش جب کہ مسجد اور مدرسے کو بھی مکمل طور پر جلا دیا گیا تھا۔ ہر طرف دینی کتابیں اور قرآن پاک کے جلے ہوئے نسخے بکھرے پڑے تھے۔''

مفتی امان اللہ سانس لینے کے لیے رکے اور پھر سلسلہ تکلم کو جوڑتے ہوئے کہا: ''واقعہ کے بعد سے اب تک میڈیا صرف 9 افراد کے جاں بحق ہونے کی خبریں چلا رہا ہے، حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ کچھ لاشیں تو ان کمروں کے باہر پڑی تھیں جہاں ہم محصور تھے اور پھر ایلیٹ فورس کے اہلکار جب ہمیں مسجد کے برابر والی بلڈنگ میں منتقل کر رہے تھے تو صرف اسی دوران مزید دس لاشیں وہاں سے گزرتے ہوئے ہم نے دیکھیں۔ عینی شاہدین آپ کو خود بتائیں گے کہ جمعہ کی شب انہوں نے 22 لاشیں ادارے سے نکالیں۔ جب کہ دیگر لاشیں اس کے علاوہ ہیں جو انتظامیہ نے اب تک ہم سے چھپا رکھی ہیں۔ اس وقت بھی شہر کے مختلف اسپتالوں میں 100 سے زائد زخمی افراد زیر علاج ہیں۔ قتل کیے جانے والے افراد کی کل حتمی تعداد کتنی ہے، فوری طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ اعداد و شمار جمع کرنے کی ہمیں مہلت نہیں مل رہی، لیکن میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ شہداء کی تعداد 9 سے کہیں زیادہ ہے۔ اس وقت بھی مسجد و مدرسہ کے بعض حصوں میں لگی آگ بجھی نہیں۔

**انتظامیہ نے موقف اختیار کیا ہے کہ ہم نے چھ ایس پی تعینات کر رکھے تھے۔ سوال یہ ہے کہ تین گھنٹے تک حملہ آور کارروائی کرتے رہے، اس دوران یہ چھ ایس پی کہاں تھے؟ ان کے ہوتے ہوئے پٹرول کی بوتلوں اور جدید اسلحے سے لیس شرپسند مسجد میں کیسے داخل ہوگئے؟**

دھواں اُٹھ رہا ہے اور اب تک لاشیں نکالی جا رہی ہیں۔ بعض لاشیں ہم نے خود ورثاء کے اصرار پر ان کے حوالے کر دیں مگر کچھ افراد کی لاشیں انتظامیہ نے ہماری اجازت کے بغیر منتقل کر دی ہیں۔ آج صبح (18 نومبر) مسجد سے مزید تین لاشیں برآمد کی گئی ہیں۔ ادارہ اس وقت مکمل طور پر سیکیورٹی اہلکاروں کے قبضے میں ہے۔ ادارے کا کنٹرول ہمارے حوالے کیا جائے گا تو جاں بحق ہونے والوں کی حتمی تعداد کا تعین ہو سکے گا۔

اس سوال پر کہ بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں بعض متنازعہ جملے کہے تھے جس کے سبب معاملہ بگڑا، مفتی امان اللہ کا کہنا تھا کہ...... ''میری تقریر ڈھکی چھپی نہیں۔ اس کی ریکارڈنگ موجود ہے۔ یہ ریکارڈنگ میں نے وزیراعلیٰ شہباز شریف اور انتظامیہ سے بھی شیئر کی ہے۔ میری تقریر کا تو عنوان ہی واقعہ کربلا اور فضائل حسینؓ تھا۔ اس میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کو بھی میں نے شامل کیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بھی بیان کیے گئے۔ اب اگر حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل سے کوئی مشتعل ہو گیا ہو تو آپ بتائیں کہ قصور کس کا ہے؟ اس کے علاوہ میری گفتگو میں کسی قسم کا متنازعہ جملہ شامل نہیں تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا خطبے کی ریکارڈنگ موجود ہے۔ جسے شک ہے وہ سن سکتا ہے اور اسے میں وزیراعلیٰ پنجاب کو بھی سنا چکا ہوں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پہلے ہماری مسجد یا مدرسے کی چھت سے پتھراؤ کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں جلوس کے شرکاء مشتعل ہوئے اور یہ سانحہ رونما ہوا۔ یہ بھی سراسر جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ انتظامیہ سے مذاکرات کے دوران بھی یہ ایشو زیر بحث آیا تھا۔ تاہم خود افسران نے اس بات کی گواہی دی کہ مسجد اور مدرسے کی چھت سے ایک پتھر بھی نہیں پھینکا گیا۔ میں اتنا ہی کہوں گا کہ جو کچھ ہوا وہ باقاعدہ ایک پیشگی منصوبہ بندی کے تحت ہوا جس میں انتظامیہ نے منفی کردار ادا کیا۔

مفتی امان اللہ کی گفتگو میں توقف آیا تو نمائندہ ''امت'' نے استفسار کیا کہ یوم عاشور سے قبل انتظامیہ کے ساتھ مل کر کوئی حکمت عملی طے نہیں کی گئی تھی؟ اس پر مفتی صاحب کا کہنا تھا کہ ''ہم نے تقریباً دس دن قبل سی پی او سے کہا تھا کہ آپ حال ہی میں تعینات ہوئے ہیں لہٰذا ہمیں دس محرم الحرام کے انتظامات کے حوالے سے کوئی حکمت عملی طے کر لینی چاہیے۔ کیونکہ یہ روٹ بہت حساس ہے اور پھر یہ کہ اس بار دس محرم جمعہ کے روز پڑے گا۔ چنانچہ ہمیں ایسا لائحہ عمل بنانا چاہیے کہ نمازیوں اور جلوس کے شرکاء میں تصادم کا کوئی خدشہ پیدا نہ ہو لیکن کسی نے کان نہیں دھرے۔ اب جب سانحہ ہو چکا تو انتظامیہ نے موقف اختیار کیا ہے کہ ہم نے چھ ایس پی تعینات کر رکھے تھے۔ سوال یہ ہے کہ تین گھنٹے تک حملہ آور کارروائی کرتے رہے، اس دوران یہ چھ ایس پی کہاں تھے؟ ان کے ہوتے ہوئے پٹرول کی بوتلوں اور جدید اسلحے سے لیس شرپسند مسجد میں کیسے داخل ہو گئے؟ انہوں نے سیکیورٹی کے اتنے ''اعلیٰ انتظامات'' کے باوجود مسجد، مدرسے اور پوری مارکیٹ کو کیسے آگ لگا دی؟ میرا ایک سوال اور بھی ہے جس کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔ وہ یہ کہ ہر برس دس محرم الحرام کو یہ جلوس دو پہر ڈیڑھ بجے تک فوارہ چوک پہنچتا ہے۔ جہاں یہ ظہرین کی نماز ادا کرتے ہیں۔ بعد ازاں راجہ بازار کے مقام پر جب یہ پہنچتے ہیں تو شام ساڑھے چار سے پانچ بجے کا وقت ہو رہا ہوتا ہے۔ جواب یہ درکار ہے کہ اس بار یہ جلوس وقت مقررہ سے پہلے راجہ بازار کیسے پہنچ گیا؟ کیا انتظامیہ کے علم میں نہیں تھا؟ جلوس انتظامیہ کی طرف سے دیئے گئے وقت اور روٹ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ انتظامیہ اس قدر لاعلم کیسے رہی کہ وقت سے گھنٹوں پہلے جلوس ایک غلط مقام پر پہنچ گیا اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ اس سارے تناظر میں صاف نظر آتا ہے کہ واقعے میں انتظامیہ مکمل طور پر ملوث تھی۔ ہم نے یہ پوری صورت حال وزیراعلیٰ پنجاب کے سامنے رکھتے ہوئے بنیادی مطالبات کیے ہیں۔ ہمارے ساتھ مذاکرات میں تاجر برادری بھی شریک ہے۔ قاتلوں کی گرفتاری اور نقصان کے ازالے کے لیے ہم نے دو دن کا وقت دیا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے یقین دلایا ہے کہ وہ اس کیس کو خود ڈیل کریں گے اور اس کیس کو مثال بنائیں گے۔ اب ہمیں حکومت کی کارروائی کا انتظار ہے اگر حکومت ہمیں مطمئن نہیں کر سکی تو ہم اگلا لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔'' (بشکریہ روزنامہ ''امت'' کراچی)

☆☆☆

# دہشت گردی کی تعریف اور روک تھام کے لیے تجاویز

## خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

میزبان: وسیم احمد

مہمانانِ گرامی: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ (دفاعی تجزیہ کار)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

**سوال**: ایوب بیگ صاحب! سب سے پہلے دہشت گردی کی مختصر اور جامع انداز میں ایک سادہ سی تعریف ہمیں بتائیں؟

**ایوب بیگ مرزا**: میرے نزدیک دہشت گردی وہ عمل ہے جس سے کسی دوسرے انسان کا جانی یا مالی نقصان کسی شرعی عذر کے بغیر کیا جائے۔ مثلاً کسی شخص نے قتل کیا ہے اور ریاست اس کو سزائے موت دیتی ہے، یہ کام تو ریاست کے کرنے کا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص، کوئی جماعت، کسی دوسرے شخص یا جماعت کو جانی یا مالی نقصان پہنچاتی ہے یا ایسی کارروائی کرتی ہے جس سے کسی دوسرے شخص، دوسری جماعت یا دوسرے ملک کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچے تو یہ دہشت گردی ہے۔ اس تعریف کی روشنی میں اگر ہم ماضی قریب پر نگاہ ڈالیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دہشت گردی کا مظاہرہ کس جانب سے زیادہ ہوا اور اس وقت اصلاً دہشت گرد کون ہے۔ قریب کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ 21 ویں صدی میں افغانستان پر بغیر ثبوت کے دہشت گردی کا الزام عائد کر کے حملہ کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں بہت بڑی تعداد میں عام شہری مارے گئے۔ اسی طرح امریکا نے عراق پر ناحق حملہ کیا اور لاکھوں انسانوں کو مار دیا گیا۔ تحریک طالبان پاکستان جس پر ساری دنیا دہشت گردی کا الزام لگا رہی ہے، اگر ہم اُس پر لگائے جانے والے تمام الزامات کو سچ تسلیم کر لیں تب بھی وہ امریکا، اوباما اور بش سے کم تر دہشت گرد ٹھہریں گے، اس لیے کہ طالبان پر 49000 افراد کے مارنے کا الزام ہے۔ (میں اس الزام کی نہ تصدیق کرتا ہوں نہ تردید) جبکہ دوسری طرف دیکھیے، امریکا اور اتحادیوں کے ہاتھوں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مارے گئے۔ اگر دہشت گردی لوگوں کا ناحق خون بہانا ہے، تو اس اعتبار سے امریکا دنیا میں سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

**سوال**: ڈاکٹر صاحب، ایوب بیگ صاحب نے دہشت گردی کی جو تعریف بیان کی ہے، کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ**: جی ہاں، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ کسی فرد، گروہ یا ملک کی طرف سے اپنے جائز یا ناجائز مقصد کے لیے ایک حد سے زیادہ بڑھ کر کارروائی کرنا دہشت گردی ہے، خواہ اس کے نتیجے میں کسی جان کا نقصان ہو یا کسی کے مال کا نقصان ہو۔ ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ اگر آپ پر زیادتی کی گئی ہے تو آپ یا تو معاف کر دیں یا پھر اتنا ہی بدلہ لیں، جتنی آپ پر زیادتی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کو تھپڑ رسید کیا جائے تو اس کے پاس دو آپشن ہیں۔ ایک یہ کہ معاف کر دے یا زیادہ سے زیادہ جوابی طور پر ایک تھپڑ مار دے۔ اگر وہ اس سے زیادہ کارروائی کرتا ہے تو اُس کا فعل ایک طرح سے دہشت گردی ہے۔ آج کل دہشت گردی کی تعریف میں خلط مبحث ہو رہا ہے۔ آپ ایک گروہ کو اس لیے دہشت گرد قرار دے رہے ہیں، کیونکہ وہ آپ کا مخالف گروپ ہے، آپ کے نظریات اور خیالات اس سے نہیں ملتے۔ لہٰذا وہ جو بھی کارروائی کر رہا ہے وہ آپ کو دہشت گردی نظر آتا ہے۔ دوسری طرف آپ اگر اس سے ہزار گنا بڑھ کر کارروائی بھی کرتے ہیں تو بھی اپنے آپ کو حق بجانب کہتے ہیں۔ یہ امریکا کا طرزِ عمل ہے۔ ریاست کی اس قسم کی کارروائیاں ریاستی دہشت گردی ہے۔ مثال کے طور پر کشمیر میں انڈیا نے فوجیں داخل کی ہوئی ہیں۔ اس کا یہ عمل دہشت گردی ہے۔ کشمیر کے لوگ آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں اور وہ جائز انداز سے جدوجہد کر رہے ہیں، لیکن انڈین آرمی ان کے جلوس پر فائرنگ کر کے 20,10 آدمیوں کو ہلاک کر دیتی ہے تو یہ فعل ریاستی دہشت گردی ہے۔ اسی طرح امریکہ نے افغانستان و عراق پر ناجائز حملہ کر کے لاکھوں کی تعداد میں لوگ شہید کر دیئے ہیں اور جن کو جیلوں میں بند کیا ہے ان پر بھی بے پناہ زیادتیاں کی گئی ہیں تو یہ وہ بدترین ریاستی دہشت گردی ہے۔ دنیا میں دہشت گردی کا جس طور سے پروپیگنڈا کیا گیا ہے اُس سے دہشت گردی کی اصل تعریف پس پشت چلی گئی۔ دہشت گردی ظلم کا نام ہے۔ یہ ظلم خواہ کسی فرد کی طرف سے ہو، کسی گروہ کی طرف سے ہو، کسی جماعت کی طرف سے ہو یا کسی ریاست کی طرف سے ہو، دہشت گردی کہلائے گا۔

**سوال**: نائن الیون کے بعد پاکستان بدامنی و انتشار اور دہشت گردی کا شکار ہے۔ دہشت گردی کی روک تھام کے لیے آپ کے پاس کیا عملی تجاویز ہیں؟

**ایوب بیگ مرزا**: کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہوتا جسے حل نہ کیا جا سکے، البتہ اس کے لیے نیک نیتی اور عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ قول و فعل میں تضاد ہو تو بات بگڑ جاتی ہے۔ اس وقت مسئلہ تحریک طالبان یا فاٹا اور پاٹا کے قبائلی لوگوں کا قضیہ ہے۔ ان لوگوں کا جو مطالبہ واضح طور پر سامنے آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ اس بات کو سب مانتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لیے بنا تھا۔ اس مطالبہ کے حوالے سے حکومت پاکستان چند باتوں پر فوری طور پر عمل درآمد کر سکتی ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت فوری طور پر اسلامی نظام نافذ کر دے تو شاید حکومت کے لیے اتنا آسان نہ ہو، لیکن بعض چیزیں بڑی آسان ہیں، جن سے ان (تحریک طالبان) کے مطالبے کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً فاٹا اور پاٹا کے علاقے صوبہ خیبر پختونخوا کے کنٹرول میں نہیں ہیں، بلکہ فاٹا مرکز کے کنٹرول میں ہے، جبکہ پاٹا صوبائی کنٹرول میں ہے اور اسے مرکز میں صدر مملکت کنٹرول کرتے ہیں۔ ان علاقوں کا معاملہ شروع سے پاکستان سے کچھ الگ رہا ہے۔ مثلاً وہاں ایف سی آر ہے، باقی ملک میں ایف سی آر نہیں ہے۔ فاٹا کے لیے پہلے ہی الگ قوانین رکھے گئے ہیں۔ پھر یہ کہ اس علاقے میں آپ کو ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملے گا جو مذہبی رجحان نہ رکھتا ہو اور وہ یہ نہ چاہتا ہو کہ ہمارے فیصلے اسلام کے مطابق ہوں۔ لہٰذا حکومت پاکستان کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ کم از کم اس علاقے میں جس کے رہنے والے نفاذ اسلام کا پُرزور مطالبہ کر رہے ہیں (اور جس کے بارے میں آپ خود کہتے ہیں کہ وہ علاقے ہمارے آئین میں شامل نہیں ہیں) وہاں آپ بلا تاخیر اسلامی قوانین نافذ کر دیں۔ اس لیے کہ ہمارا آئین انھیں قابل قبول نہیں ہے۔ ان کے اس مطالبے کو جان بوجھ کر طالبانائزیشن کا نام دے کر ایک کنفیوژن پیدا کی جا رہی ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیے کہ جب طالبان افغانستان اقتدار میں تھے تو کیا انہوں نے کوئی ایسا قانون نافذ کیا جو اسلام کے منافی تھا۔ لہٰذا طالبانائزیشن اور اسلامائزیشن کو اس طرح الگ الگ

کر دینا بھی ایک سازش کا حصہ ہے۔ فاٹا میں فی الفور اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں۔ پاکستان میں اسلامی قوانین کے فوری نفاذ کے حوالے سے حکومت بہانے تراش سکتی ہے کہ عدالتی قوانین اور سود وغیرہ کے معاملات کو یکدم تبدیل کرنا مشکل ہے، یہ اور بات ہے کہ اگر نیت ہو تو یہ سب کچھ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس بحث سے قطع نظر قبائلی علاقوں میں اسلامی قوانین کا فوری نفاذ کیا جا سکتا ہے۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ** : پاکستان کے آئین میں یہ شق موجود ہے کہ پاکستان کے تمام قوانین کو اسلامائز کیا جائے گا، جو نہیں ہو رہا۔ اس لحاظ سے ہم بھی ایک درجے میں آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ابتدا کرنی ہے اور یہ ان کا مطالبہ بھی ہے تو پہلے قدم کے طور پر ان علاقوں کے رہنے والوں کو فوری طور پر اجازت دے دیں کہ وہ اسلامی قوانین پر عمل کریں، جن پر وہ پہلے سے عمل پیرا تھے۔ یہ وہ علاقے ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کے وقت ریفرنڈم میں پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا۔ قائداعظم نے بھی ان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ جس حال میں رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں۔ برطانوی حکومت بھی ان سے تعرض نہیں کرتی تھی۔ حکومت پاکستان نے بھی کبھی ان سے تعرض نہیں کیا۔ ہم نے امریکہ کے دباؤ میں آ کر جب وہاں اپنی فوج داخل کر دی تو اس سے سارا معاملہ بگڑا۔ اس کے جواب میں انہوں نے بھی ریاست کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔

**سوال** : فوری طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کے علاوہ ہمیں کیا اقدامات کرنے ہوں گے۔

**ایوب بیگ مرزا** : جب کشمیر میں جہاد ہوا تو مولانا مودودیؒ نے اس سے اختلاف کیا، جس پر لوگوں نے الزام لگایا کہ مولانا جہادِ کشمیر کے خلاف ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جہاد کشمیر کے خلاف کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اگر پاکستان کشمیر میں جہاد کرنا چاہتا ہے تو حکومت جہاد کا اعلان کرے اور پاکستان اُن تمام معاہدوں کو جو اس نے ہندوستان سے کر رکھے ہیں ختم کرے، تب جہاد کرے، تب یہ جہاد جہاد ہوگا۔ یہ ایک اُصولی موقف ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ قبائل سے جو لوگ جہاد کرنے جا رہے ہیں کیا ان کا جہاد درست ہے؟ انہوں نے کہا کہ جہاں تک قبائلی لوگوں کا تعلق ہے وہ پاکستانی معاہدوں کے پابند نہیں ہیں۔ لہٰذا قبائلی اگر جہاد کے لیے جا رہے ہیں تو ان کا جہاد جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی پاکستانی جہاد کے لیے جا رہا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ یہی فرق میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ اس پروگرام کی وساطت سے ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کو ایسی عملی تجاویز دیں، جن پر وہ باآسانی عمل درآمد کر سکے اور یہ نہ کہہ سکے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تحریک طالبان بقول حکومت کے باغی ہیں اور حکومت نے ان کے خلاف فوجی کارروائی کی ہے۔ اگر حکومت امن چاہتی ہے تو پہل اُسے کرنی ہوگی یعنی حکومت پہلے وہاں پر سیز فائر کا اعلان کرے، واضح طور پر کہہ دے کہ حکومت کی طرف سے طالبان پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔ ہاں اس اعلان کے بعد اگر طالبان کی طرف سے حملہ ہو تو جوابی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ جب مذاکرات کی دعوت دی جائے تو جو گروپ مذاکرات پر آسانی سے رضا مند ہو رہے ہیں ان کی نشاندہی کی جائے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جو انکار کرے اس کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے۔ اس معاملے میں صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگائی جائے جو اُنھیں بھی مذاکرات پر رضا مند کریں۔ اسی طرح جب مذاکرات کیے جائیں تو قبائلی روایات کا احترام کیا جائے۔ ایسا انداز نہ اختیار کیا جائے جس سے قبائلیوں کو معلوم ہو کہ ہماری روایات کو تہس نہس کیا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ 23 اکتوبر 2013ء کو جب وزیراعظم نواز شریف نے صدر اوباما سے ملاقات کی ہے تو دو صحافیوں نے یہ بتایا کہ پاکستان خود ڈرون حملوں کی اجازت دیتا ہے۔ لہٰذا پاکستان پہلے طے کرے کہ امریکہ کی آئندہ ڈرون حملوں میں مدد نہ کی جائے۔ اس حوالے سے سنجیدہ کوشش کی جائے اور ان پر ثابت کیا جائے کہ ڈرون حملے روکنے کے حوالے سے ہم سنجیدہ ہیں۔ اس معاملے کو سلامتی کونسل میں لے جایا جا سکتا ہے۔ جب مذاکرات کے ذریعے ہمارے تعلقات طالبان سے بہتر ہو جائیں تو ہم اس پوزیشن میں یقیناً آ جائیں گے کہ امریکہ کو جواب دے سکیں گے کہ اب ہم تمہاری جنگ کا حصہ نہیں بن سکتے۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ** : کسی مسئلہ کے حل کے لیے پہلے اِس بات کا تعین ہوتا ہے کہ اس میں فریق کتنے ہیں۔ کیا قبائلی علاقوں کے مسئلہ میں صرف پاکستان اور تحریک طالبان پاکستان فریق ہیں یا کچھ اور بھی فریق یا عوامل بھی ہیں۔ جب انڈیا اور پاکستان کے تعلقات معمول پر لانے کی بات کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ پہلے اعتماد بحال ہونا چاہیے۔ کیا ہم نے طالبان سے مذاکرات کے حوالے سے اعتماد کی بحالی کی کوئی کوشش کی؟ ہم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ تیسرا، چوتھا یا کوئی پانچواں فریق بھی ہے؟ ہم بات کرتے ہیں کہ ایک طرف ہماری فوج ہے دوسری طرف تحریک طالبان پاکستان ہے۔ کیا پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت کے خیالات میں ہم آہنگی ہے؟ اس پر بھی غور ہونا چاہیے۔ اگر موجودہ حکومت اس معاملے کو حل کرنے میں مخلص ہے تو سب سے پہلے خلوص نیت اور نیک نیتی ضروری ہے۔ کوئی کام اگر نیک نیتی سے شروع کیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آتی ہے اور لوگوں کے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ اگر پاکستانی حکومت نیک نیت تھی اور پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت ہم خیال ہو گئی تھی تو پھر مذاکرات کے لیے جانے والی کوششیں نظر بھی آنی چاہیے تھیں۔ کیا فوج یا حکومت نے یہ کہا تھا کہ ہم آئندہ کوئی ایکشن نہیں لیں گے، اِلّا یہ کہ ہم پر کوئی حملہ ہو اور ہمیں جوابی کارروائی کرنی پڑے۔ حکیم اللہ محسود کا واقعہ اس وقت ہوا جب حکومت مذاکرات شروع کرنے والی تھی، لیکن اس کو شہید کر دیا گیا۔ دراصل امریکا نہیں چاہتا کہ پاکستان مستحکم ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوتھے اور پانچویں فریق افغانستان اور امریکہ کو بھی مذاکرات میں شامل کیا جائے، تاکہ مذاکرات کے لیے کوئی پُر امن ماحول ہو۔ اس لئے کہ جو قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں وہ کبھی مذاکرات کو کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔ اس کے ساتھ ہماری سیاسی و عسکری قیادت کی یہ بھی کوشش ہونی چاہیے کہ ایسے عناصر کے خلاف بھی کارروائی کرے جو مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس کا واقعہ آپ کے علم میں ہے۔ اسی طرح بے شمار لوگ یہاں پر گھوم رہے ہیں، ان پر بھی نظر رکھیں اور ایسی کارروائیاں نہ ہونے دیں جن سے اعتماد کی بحالی کے لیے کی جانے والی کوششیں متاثر ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ کام بنیادی سطح سے شروع ہونا چاہیے۔ غیر ملکی ایجنسیوں کے ایجنٹوں کو پاکستان سے نکالا جائے۔ اس کے علاوہ پاکستان یکطرفہ طور پر اعلان کرے کہ جو لوگ بھی ہتھیار ڈال دیں گے ان کے لیے غیر مشروط معافی ہے، اور ان کے علاقے میں جو بھی رواجی قوانین چل رہے ہیں ان پر وہ عمل کرتے رہیں، ہم ان کو سہولیات دیں گے اور ہم ان سے تعرض نہیں کریں گے۔ اسی طرح ہم عسکری کارروائیاں فوری روک دیں۔ ہم نے آج امریکہ کے کہنے پر اپنی فوجیں وہاں داخل کی ہیں۔ ماضی میں وہاں کبھی فوجیں نہیں رہیں۔ اب ان سے کہیں کہ ہم اپنی فوجیں وہاں سے نکال لیں گے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ امریکا خود تو ذلیل و رسوا ہو کر افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کر رہا ہے، لیکن ہمیں اس جنگ میں پھنسائے رکھنا چاہتا ہے۔

**سوال** : بیگ صاحب! اس حوالے سے آپ مزید کیا تجاویز دیں گے؟

**ایوب بیگ مرزا** : ایک اور مسئلہ بھی اس میں خرابی پیدا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ افغانستان سے کچھ لوگ آتے ہیں اور یہاں خرابی پیدا کرتے ہیں اور وہ بھی طالبان کے کھاتے میں ڈال دی جاتی ہے۔ حکومت کوشش کرے کہ بارڈر کو اس طرح سیل کیا جائے کہ وہاں سے آنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو اور یہ معاملہ ختم کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور معاملہ بہت اہم ہے۔ ہمارے ہاں بہت سی خفیہ ایجنسیاں ہیں جیسے آئی ایس آئی، آئی بی، سی آئی ڈی، ایف آئی اے اور ایم آئی وغیرہ۔ لیکن میری اطلاعات کے مطابق دہشت گردی کے معاملے میں ان میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ حکومت ان میں ہم آہنگی پیدا کرے۔ کم از کم ایسا ڈیسک بنا دے اور طے کرے کہ مصدقہ اطلاع کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک محکمہ کی اطلاعات ایک جگہ پڑی رہتی ہیں دوسرے محکمہ کی اطلاعات دوسری جگہ پڑی رہتی ہیں۔

**ایوب بیگ مرزا** : ایک اور بات یہ ہے کہ حکومت کو علماء سے باضابطہ اور مستقل قسم کا رابطہ رکھنا چاہیے۔ تحریک طالبان پاکستان نے کہا کہ ہم علماء کی بات کو قبول کریں گے۔ طالبانِ افغانستان اور طالبانِ پاکستان دونوں مسلکی طور پر دیوبندی ہیں۔ یہ فطری بات ہے کہ آدمی اپنے اکابر اور اپنے ہم خیال لوگوں کی بات سنتا ہے اور جلد اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ علمائے دیوبند نے اس حوالے سے کئی اجلاس بھی کیے ہیں اور طالبان کی طرف سے جوابی طور پر مثبت رویہ بھی سامنے آیا ہے۔ میرے خیال میں حکومت کو مذاکراتی ٹیم کے لئے علمائے دیوبند سے ضرور کوئی فرد لینا چاہیے۔

**سوال** : حکیم اللہ محسود کی شہادت کے بعد کیا مذاکراتی عمل دوبارہ شروع ہو سکتا ہے۔ کچھ لوگ فوجی آپریشن ہی کو حل قرار دیتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

**ایوب بیگ مرزا** : آپریشن ہرگز مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ پاکستان کی 66 سالہ تاریخ میں آج تک کوئی فوجی آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ سوات آپریشن کی کامیابی کے دعوے بھی نہایت احمقانہ ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہوا تھا تو وہاں سے فوج واپس کیوں نہ بلائی گئی اور وہ علاقہ سویلین حکومت کے انتظام میں کیا نہ دیا گیا۔ بلوچستان میں ہم نے 5 فوجی آپریشن کیے۔ آج بلوچستان کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آپریشن بند کر کے صرف مذاکرات کی راہ اپنانی ہوگی۔ اصل چیز خلوص نیت ہے۔ خاص طور پر حکومت پاکستان کے لیے خلوصِ نیت کا مظاہرہ زیادہ ضروری ہے کیوں کہ مذاکرات کی دعوت حکومت پاکستان دے رہی ہے۔ جو دعوت دے رہا ہو، اس کے ہاں بھی خلوص ہو اور جو دعوت قبول کرتا ہے اس کے ہاں بھی خلوص ہونا چاہیے۔

**سوال** : آپ دونوں جو تجاویز دے رہے ہیں، ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کتنا ٹائم فریم چاہیے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ** : ٹائم فریم دینا تو ظاہر ہے حکومت کا کام ہے، لیکن یہ جتنا جلدی ہو اتنا بہتر ہوگا۔ اس میں جتنا تعطل آئے گا حالات خرابی کی طرف جائیں گے۔

**سوال** : پاکستان اپنے قیام سے لے کر آج تک مختلف مسائل اور بحرانوں سے دوچار رہا ہے۔ سیاسی عدم استحکام، مارشل لا، اقتصادی دیوالیہ پن اور اب دہشت گردی وغیرہ۔ کوئی ایسا حل ہے جو پاکستان میں مستقل امن و سکون لا سکے؟

**ایوب بیگ مرزا** : ایسا حل جو پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا دے وہ یہ ہے کہ ملک کی عمارت ان بنیادوں پر تعمیر کی جائے جو تحریک پاکستان کے دوران استوار کی گئی تھیں۔ دنیا میں ہر ملک کے قیام، اس کے وجود اور اس کے استحکام کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ مثلاً تاریخی بنیاد، جغرافیائی بنیاد، لسانی بنیاد وغیرہ۔ مثلاً ایران اور چین کو تاریخی بنیاد حاصل ہے۔ یہ قبل از تاریخ کے ممالک ہیں۔ مصر کا ذکر آپ قرآن پاک میں بھی پڑھیں گے۔ پرانی کتابوں میں بھی پڑھیں گے۔ چین کا ذکر بھی پڑھیں گے، خدا جانے یہ کب سے قائم ہے۔ ایک تاریخی بنیاد ان کے پاس موجود ہے۔ پاکستان کے پاس یہ بنیاد نہیں ہے۔ دوسری جغرافیائی بنیاد ہے۔ پاکستان کا جغرافیہ اس طرح ہے کہ ہندوستان سے اس کو یوں کاٹا گیا جیسے کوئی کیک کاٹ دیا جاتا ہے۔ درمیان میں چند کلو میٹر تک معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کہاں ہندوستان ہے اور کہاں پاکستان۔ پاکستان کی پشت پر کوئی لسانی عامل بھی نہیں ہے۔ انگلستان میں انگریزی ہے۔ سب لوگ ایک ہی زبان بولتے ہیں۔ ان کے استحکام کی کوئی وجہ ہو نہ ہو، لیکن انگریزی ان سب کو جوڑ دیتی ہے۔ پاکستان میں اُردو کو قومی زبان کہا جاتا ہے، لیکن پاکستان میں بے شمار ایسے علاقے ہیں جہاں کے لوگ اُردو پڑھنا، لکھنا اور بولنا نہیں جانتے۔ پاکستان کی پشت پر صرف ایک شے ہے اور وہ اسلام ہے۔ اسلام ہی وہ رشتہ ہے جس نے مشرقی پاکستان کے بنگالیوں اور مغربی پاکستان کے پٹھانوں کو ایک کر دیا تھا۔ ان دونوں خطوں کی معاشرت میں کوئی شے نہیں ملتی۔ مگر پھر بھی دونوں مذہب کی بنیاد پر ایک ہوئے، حالانکہ راستے میں ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا۔ ہماری بنیاد صرف اسلام ہے۔ چونکہ ہم نے اسلام کو بنیاد نہیں بنایا، لہٰذا تقسیم در تقسیم ہمارا مقدر بن گئی۔ ہم نے اسلام کو صرف آئین کے صفحات میں بند کر دیا۔ ہم نے اسلام کو مساجد میں بند کر دیا۔ ہم نے اسلام کو انفرادی عبادات تک محدود کر دیا۔ اسلام کو بحیثیت نظام زندگی پاکستان میں نافذ نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج ہمیں اپنی کوئی بنیاد نہیں مل رہی اور کہنے والے کہتے ہیں کہ پاکستان 66 سالوں کے بعد بھی اپنی شناخت ڈھونڈ رہا ہے۔ ہمارے ہاں قومیتوں کی بات ہوتی ہے، حالانکہ ہم نے ان چیزوں کی نفی کر کے پاکستان حاصل کیا تھا۔ آج انہی چیزوں کو ہم پاکستان کی بنیاد بنا رہے ہیں۔ ایسی عمارت کیسے مستحکم ہو سکتی ہے؟ جب تک ہم اسلام کو بحیثیت نظام عملی طور پر نافذ نہیں کریں گے ہمارے مسائل مستقل بنیادوں پر حل نہیں ہوں گے۔ اس پروگرام میں جو بھی تجاویز دی ہیں ان سے دہشت گردی کا مسئلہ کچھ وقت کے لیے حل ہو جائے گا لیکن پھر کوئی نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ ہمیں کوئی نہ کوئی مسئلہ اسی لیے درپیش رہتا ہے کہ ہم اصل چیز کی طرف نہیں آتے۔

**سوال** : ہم دہشت گردی کی روک تھام کی خاطر ملک میں شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم پلاننگ پر بحث تو کر رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں اس ایشو کو زیر بحث لایا جا رہا ہے کہ حکیم اللہ محسود اور ہمارے جو فوجی مارے گئے وہ شہید ہیں یا ہلاک ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا** : ہمارے میڈیا پر سیکولر عناصر قابض ہیں۔ ریٹنگ بڑھانے کے لیے مہمان کے منہ سے کبھی کچھ اور کبھی کچھ اگلوانے کی کوشش کی جاتی ہے ہمارے ہاں سیکولر طبقہ یا میڈیا آئین کی بہت بات کرتا ہے، آزادئ اظہار کی بات کرتا ہے، جمہوریت کی بات کرتا ہے، عدلیہ کے احترام کی بات کرتا ہے۔ اسے کوئی یہ بتائے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ میں بتاؤں کہ کون شہید ہے اور کون نہیں ہے۔ حکیم اللہ محسود بہت بڑا قاتل ہوگا، اس نے بہت زیادہ تخریب کاری کی ہوگی، لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ اگر وہ پاکستان کی حکومت کے ساتھ مذاکرات پر راضی ہوا تھا تو گویا اس نے رجوع کیا تھا۔ وہ تائب ہوا تھا اور وہ مذاکرات اور امن کی طرف چلا تھا۔ جب اس نے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا تو اُسے ایک ایسا غیر اسلامی ملک نے جو امت مسلمہ کا مسلمہ دشمن ہے قتل کر دیا، تو پھر اسے شہید کہنے میں کیا حرج ہے۔ بہرکیف کوئی شہید ہے یا نہیں ہے کی بحث اصل مسئلے سے توجہ ہٹانے کی کوشش ہے۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون شہید ہے۔ اس بحث سے اصل مسئلے کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مذاکرات شروع نہ ہوں اور امریکہ بھی چاہتا ہے۔ [مرتب: فرقان دانش]

# غداری کیس اور

## قانون میں چھوٹے بڑے کی عدم تمیز کا دعویٰ

محبوب الحق عاجز
mehboobtnoli@gmail.com

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے! حکومت نے بالآخر پرویز مشرف کے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے 17 نومبر کو پنجاب ہاؤس میں پریس کانفرنس کے دوران سابق آمر پرویز مشرف کے خلاف آئین کی پامالی، عدلیہ کی معزولی اور ججوں کو پابند سلاسل کرنے کے اقدامات پر سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں آرٹیکل 6 کے تحت غداری کی کارروائی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ 3 نومبر 2007ء کے جنرل پرویز مشرف کے اقدامات سے متعلق ایف آئی اے کی تین رکنی کمیٹی نے تحقیقات مکمل کر لی ہیں۔ انکوائری رپورٹ سپریم کورٹ میں جمع کروائی جائے گی اور چیف جسٹس سے پرویز مشرف کے خلاف مزید کارروائی کے لیے تین رکنی خصوصی عدالت قائم کرنے کی استدعا کی جائے گی، جو عدالت عظمیٰ کے احکامات کی روشنی میں پرویز مشرف کے خلاف کارروائی کا آغاز کرے گی۔ وزیر داخلہ کے اعلان کے عین مطابق حکومت نے اگلے روز سابق صدر پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت کارروائی کے لیے چیف جسٹس سپریم کورٹ کو خط میں لکھ دیا، جس میں اُن سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ خصوصی عدالت کے لیے تین ججوں کے نام تجویز کریں۔ اس خط کے جواب میں چیف جسٹس نے خصوصی عدالت کے قیام کے لیے پانچوں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان کی جانب سے موصول ہونے والے پانچ ججوں کے نام سروس پروفائل کے ساتھ سیکرٹری قانون کو بھیجتے ہوئے کہا کہ 5 دستیاب ججوں میں سے تین کے پینل کا انتخاب حکومت خود کرے۔ چنانچہ اب حکومت نے چیف جسٹس کی طرف سے بھیجے گئے ججوں کے ناموں میں سے تین جسٹس فیصل عرب (سندھ ہائی کورٹ)، جسٹس یاور علی (لاہور ہائی کورٹ) اور جسٹس طاہرہ صفدر (بلوچستان ہائی کورٹ) پر مشتمل خصوصی عدالت قائم کر دی ہے۔ یوں غداری مقدمہ کے سلسلے میں خصوصی عدالت کے قیام کا مرحلہ طے ہو گیا ہے۔ حکومت نے غداری مقدمے کے سلسلہ میں ذوالفقار عباس نقوی ایڈووکیٹ کا بطور سرکاری وکیل (استغاثہ) تقرر کے لیے نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا ہے۔

پرویز مشرف ظلم کا استعارہ ہے۔ اس کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ پاکستان کی چھیاسٹھ سالہ تاریخ میں ظلم و بربریت، انارکی و انتشار، لاقانونیت اور جبر و تشدد کا جو سیاہ باب پرویز نے رقم کیا ہے، اُس سے پہلے کسی نے بھی نہ کیا ہو گا۔ یہ درست ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کی رحلت کے بعد ملک میں زمام اقتدار، جن لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے، ان کا مطمح نظر کرسی اقتدار رہا ہے۔ ریاست کی اپنے اساسی نظریے پر تشکیل، قوم کی نظریاتی شناخت کا تحفظ اور عوام کی فلاح و بہبود سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں رہی اور یہ چیز فوجی اور سویلین دونوں قسم کے حکمرانوں میں قدر مشترک تھی۔ تاہم پرویز مشرف نے جس طرح ہوسِ اقتدار کی خاطر اصولوں کو پامال کر کے اپنے قومی وجود کو گھائل کیا اور نظریاتی جڑوں پر تیشہ چلایا، روشن خیالی کے دلفریب نام پر معاشرے میں لبرل ازم، اباحیت اور اخلاقی بے راہ روی کا کلچر عام کیا، زمینی حقائق کی رٹ لگا کر افغان پالیسی میں یوٹرن لیتے ہوئے عالمی طاقت امریکا کی کامل اطاعت کو شعار بنایا، اس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی۔ پرویز مشرف نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکا کی طاغوتی جنگ میں امریکی دباؤ پر لاجسٹک سپورٹ کے نام پر ہر قسم کے غلط اقدامات کیے، جن کے نتیجے میں قومی غیرت نیلام، سلامتی مجروح اور اقتدار اعلیٰ کی دھجیاں اڑ گئیں۔ پرویز نے بے گناہ افغان عوام پر بمباری کے لیے ایئرپورٹس فراہم کیے۔ مجاہدین کو ڈالروں کے عوض فروخت کیا۔ قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کو امریکی وحشت اور درندگی کی آگ میں جھونک دیا۔ امریکی سی آئی اے کو ملک بالخصوص قبائلی علاقوں میں کھل کھیلنے کی اجازت دی۔ امریکا سے ڈرون حملوں کا خفیہ معاہدہ کیا۔ امریکا کی خوشنودی کے لیے ''اسلام'' آباد میں اسلام کی درسگاہ جامعہ حفصہ میں قرآن پڑھتی معصوم بچیوں کو فاسفورس برسا کر زندہ جلا دیا۔ سابق آمر کی بزدلانہ پالیسیوں کے نتیجے میں آج ہم اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ امریکی جنگ پاکستان کے گلی محلوں میں لڑی جا رہی ہے۔ یہی نہیں، پرویز مشرف نے دو مرتبہ آئین توڑا۔ وہ کراچی میں 12 مئی کے قتل، بلوچستان میں طاقت کا مظاہرہ، اکبر بگٹی کا قتل، عدالت پر شب خون مارنے، قومی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو نظر بند کرنے جیسے سنگین جرائم میں ملوث رہے۔ اب وقت آ گیا ہے سابق آمر کو اس کے کیے کی سزا دی جائے۔ سیاست میں فوج کے کردار کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے بھی پرویز مشرف کا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔ 1973ء کے آئین میں 18 ویں ترمیم کے بعد مذکورہ قانون کے مطابق جو شخص آئین کو معطل کرے، آئین سے تجاوز کرے یا اُس کے خلاف سازش کرے یا اُس میں اپنی مرضی کے مطابق رد و بدل کرے یا اُسے طاقت کے لیے استعمال کرے، ایسا شخص سخت ترین سزا عمر قید یا سزائے موت کا حقدار ٹھہرے گا۔

پرویز مشرف پر دیگر جرائم میں سے بعض پر مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ اب غداری کے مقدمہ کا آغاز کیا جا رہا ہے، تو یہ یقیناً خوش آئند ہے۔ حکومت نے غداری کا یہ مقدمہ پرویز مشرف کے 12 اکتوبر 1999ء کے اقدام پر قائم نہیں کیا، جس کے تحت فوجی آمر نے ایک منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا، بلکہ یہ 3 نومبر 2007ء کی ایمرجنسی کے نفاذ اور ججوں کی معزولی پر چلایا جا رہا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ خصوصی عدالت میں پرویز کے جرم کو ثابت کرے۔ قوم کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ پرویز مشرف کو اپنے جرائم کی سزا دی جائے، اُس پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔ 2008ء میں صدر پرویز مشرف عہدہ صدارت سے مستعفی ہو گئے تھے۔ اُس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ اُس کا فرض تھا کہ عوام کے سنجیدہ مطالبے پر پرویز مشرف کے خلاف غداری کا مقدمہ چلاتی، مگر پرویز مشرف کو گارڈ آف آنر دے کر رخصت کرنے والی حکمران ''عوامی پارٹی'' نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ پیپلز پارٹی نے اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کیے، اور 11 مئی 2013ء الیکشن کرائے، جس کے نتیجے میں موجودہ حکومت برسراقتدار آئی۔ مئی کے الیکشن کے بعد میاں محمد نواز شریف اس رائے کا اظہار کیا

تھا کہ پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا۔ بعد میں یہ بات انہوں نے اسمبلی فلور پر بھی کہی، جس کی تمام سیاسی جماعتوں کی تائید کی۔ مگر کئی ماہ گزر جانے کے باوجود حکومت اس جانب عملاً کوئی پیش رفت نہ کر سکی۔ اب جبکہ یہ بھاری پتھر اٹھانے کا فیصلہ ہو گیا ہے تو کارروائی کو پوری جرات اور شفافیت سے آگے بڑھایا جائے۔ قوم اس مقدمے کے نتائج دیکھنا چاہتی ہے۔ حکومت مقدمے کے حوالے سے کوئی اندرونی یا بیرونی دباؤ قبول نہ کرے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ حکومت غداری مقدمہ کو پرویز مشرف کی ذات تک محدود رکھنا چاہتی ہے۔ تاہم اس کا انحصار عدالتی کارروائی اور ایف آئی اے کی انکوائری رپورٹ پر ہے، جو عدالت کو بھیجے جانے والے ریفرنس کا حصہ ہے۔ ذرائع کے مطابق اس رپورٹ میں بھی ایمرجنسی کے نفاذ کا ذمہ دار پرویز مشرف ہی کو ٹھہرایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایمرجنسی حکم نامہ کی تیاری میں پرویز مشرف کے علاوہ اور کوئی ملوث نہیں تھا۔ البتہ کچھ حکام نے اس غیر آئینی حکم پر عمل درآمد کرانے میں کردار ادا کیا تھا۔ ایف آئی اے نے اپنی رپورٹ میں 25 گواہوں کے بیانات قلم بند کیے ہیں۔ جن میں تین بیانات نہایت اہم ہیں اور وہ حکومت کی اس منشا کی تائید کرتے ہیں کہ کیس میں ساری توجہ پرویز مشرف پر مرکوز رہے۔ ایک بیان سابق گورنر پنجاب اور پرویز مشرف کے معتمد ساتھی جنرل خالد مقبول کا ہے۔ انہوں نے اپنے تحریری بیان میں صاف لفظوں میں کہا ہے کہ 3 نومبر کے اقدام میں اُن سے کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ پھر یہی بات سابق سیکرٹری قانون جسٹس (ر) میاں محمد اجمل نے کہی ہے۔ تیسرا بیان اُس وقت کے اٹارنی جنرل ملک قیوم ہے۔ انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ پرویز مشرف نے اس سلسلے میں مجھ سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔

وزیر داخلہ کا یہ کہنا خوش آئند ہے کہ پرویز مشرف کے خلاف قانون کے مطابق ایسی کارروائی کی جائی گی جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ پاکستان کے قانون میں چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں، بلکہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے ہر شخص پر قانون گرفت مضبوط ہے۔ اُن کے اقوال کی گواہی اُن کا عمل دے گا۔ ہماری اب تک کی تاریخ اس ضمن میں بڑی تلخ رہی ہے۔ تاریخ کی شہادت بلکہ عام مشاہدہ یہ ہے کہ ملک کے قانون میں چھوٹے بڑے کے لیے عملاً تمیز موجود ہے۔ یہ قانون عام آدمی کی تو گرفت کرتا ہے، مگر ملک کے مفادات، اسلامی نظریہ کو نقصان پہنچانے والوں اور آئین توڑنے یا معطل کرنے والوں کے سامنے یکسر بے بس ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کوئی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کہ قانون نے غاصبوں کے گرد شکنجہ کسا ہو۔ ہماری آزادی کے بعد سے آج تک ملک میں کئی بڑے مہلک واقعات اور حادثات پیش آئے، مگر کبھی ان واقعات اور حوادث کے ذمہ داروں کو سزا نہ دی گئی۔ آئین کو معطل کرنا تو آمروں کا شیوہ رہا ہے۔ جنرل ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا، بلکہ بعد ازاں اپنے ہی بنائے گئے 1962ء کے آئین کو بھی معطل کر دیا۔ صدر ضیاء الحق نے نہ صرف آئین شکنی کی بلکہ وہ بڑے دھڑلے سے کہا کرتے تھے کہ آئین تو کاغذ کا ٹکڑا ہے، جب چاہوں اُسے ٹکڑے کر دوں۔ آئین شکنی تو درکنار 1971ء میں ملک دولخت ہو گیا۔ اس سانحہ کی تحقیقات کے لیے جسٹس حمود الرحمٰن کی سربراہی میں کمیشن قائم ہوا، جس نے تحقیقی رپورٹ مرتب کی، جس میں سانحہ کے ذمہ داروں کی نشاندہی کی گئی، مگر نہ تو آج تک وہ رپورٹ پورے طور پر شائع ہوئی اور نہ ملک توڑنے والوں ہی کو کوئی سزا ہوئی۔ پرویز مشرف تو امریکی مہرہ ہے۔ بظاہر امریکا اُس پر غداری مقدمہ چلانے کے خلاف ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ پرویز مشرف گھبرا کر عدالتوں میں وہ انکشافات کر دیں، جس سے دنیا بھر میں امریکا کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ امریکی دباؤ پر ہی گزشتہ حکومت اور موجودہ حکومت بھی غداری مقدمہ میں لیت و لعل سے کام لیتی آئی ہے۔ اب اگر پرویز مشرف کے خلاف شفاف انداز سے مقدمہ کی کارروائی کو منطقی انجام تک پہنچا کر اُسے قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو یہ امر وزیر داخلہ کی ’’قانون میں چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں‘‘ کی بات کو جھٹلا دے گا، اور قانون میں کمزور اور طاقتور کی تفریق کا ظالمانہ تاریخی تسلسل نہ ٹوٹے گا۔ بہرکیف کیس اب عدالت میں ہے۔ اس کا فیصلہ وہی کرے گی۔ حکومت کو مقدمہ میں شفافیت اور عدل کے تقاضوں کو پورے طور پر ملحوظ رکھنا ہو گا۔ سوال پرویز مشرف یا اس کے معاونین کا نہیں، نظام عدل کا ہے۔ مسئلہ فرد واحد کا نہیں اُس روش کا ہے جو عدلیہ، آئین اور کسی قاعدے قانون کو نہیں مانتی۔ پرویز مشرف کے خلاف غداری کیس ہمیشہ کے لیے یہ طے کر دے گا کہ قانون فی الواقع قانون ہے یا موم کی ناک، جو کمزور کے گرد شکنجہ کستا ہے اور طاقتور کے سامنے بے بسی کی تصویر بن جاتا ہے۔ یاد رکھیے، عدل و مساوات قوموں کی زندگی اور ظلم اور طبقاتی امتیاز اُن کی موت ہے۔ جہاں انصاف نہیں ہوتا، وہاں انتشار ہوتا ہے۔ دنیا کو قانون عطا کرنے والے پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے ہمیں متنبہ فرما دیا تھا کہ تم سے پہلے قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب اُن میں سے کوئی کمزور جرم کرتا تھا تو اُس کو سزا دی جاتی تھی اور جب کوئی طاقتور جرم کرتا تھا تو اُسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔

## دعائے مغفرت کی اپیل

☆ منفرد اسرہ شاہ کوٹ کے نقیب ڈاکٹر غلام دستگیر کے ماموں گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

☆ تنظیم اسلامی کے منفرد اسرہ شاہ کوٹ کے رفیق یٰسین توقیر کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی فیصل آباد شمالی کے رفیق محمد اصغر علی کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی بیرون پاکستان کے رفیق مجاہد امین کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی کے امیر عبدالسلام اور محمد اسحاق کے چچا اور سلمان قیوم کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر 2 کے نقیب منصور الحق رحلت فرما گئے۔

☆ تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کے رفیق جناب محمد شاکر قریشی کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی جاتلاں (حلقہ پنجاب پوٹھوہار) کے مبتدی رفیق نائب حسین کی والدہ انتقال کر گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی جاتلاں کے مبتدی رفیق شکیل احمد کی دادی رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا


## ضرورت ہے

ہماری کمپنی کو پاکستان کے مختلف شہروں میں آئل، گیس اور کوئلہ کی ڈیلرشپ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

نوٹ: صرف رفقاء تنظیم اسلامی رابطہ فرمائیں۔

061-4514804 0333-8494804

## تنظیم اسلامی مظفر آباد کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام

تنظیم اسلامی مظفر آباد کے زیر اہتمام ''مشرق وسطیٰ کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورت حال، تیسری عالمگیر جنگ کے سائے اور ہماری ذمہ داریاں'' کے زیرعنوان ایک پروگرام 13 اکتوبر 2013ء کو بعد نماز مغرب گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول کے مرکزی ہال میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جس کی سعادت رفیق تنظیم اسلامی قاری یامین نے حاصل کی۔ رفیق تنظیم جنیدالاسلام نے اپنی پُرسوز آواز میں نعت رسول مقبول ﷺ پیش کر کے سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ اس کے بعد پروگرام کے مہمان مقرر نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان خالد محمود عباسی کا خطاب شروع ہوا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں مشرق وسطیٰ کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال کا مذہبی اور تاریخی پس منظر بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح اس صورت حال کا ماضی اور حال سے مذہبی اور تاریخی ربط و تسلسل پایا جاتا ہے اور پھر یہ کہ یہ صورت حال مستقبل میں کس طرف جاسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک کے اکثر و بیشتر حکمران اپنی پالیسیاں کچھ اس انداز سے ترتیب دیتے ہیں کہ وہ امریکی سامراج اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کی آئینہ دار ثابت ہوتی ہیں۔ جب تک مسلم ممالک پر مغربی مفادات کا محافظ ٹولہ مسلط ہے، مسلمانوں کے نظریات اور جذبات کا خون ہوتا رہے گا اور خون مسلم کی ندیاں بہتی رہیں گی۔ تازہ صورت حال میں افغانستان کے خلاف امریکی جنگ میں پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کا مذموم کردار امر واقعہ ہے۔ اسی طرح مصر اور شام کے حوالے سے سعودی عرب کی پالیسی سامراج نوازی کا مظہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کی بدلتی اور بگڑتی ہوئی تازہ صورت حال کی گہرائی میں ''گریٹر اسرائیل'' منصوبے کی سوچ کارفرما ہے اور اس کے پیچھے یہودی عیار ذہنیت کام کر رہی ہے۔ یہود دنیا میں اپنے آپ کو اللہ کی چنیدہ مخلوق خیال کرتے ہیں اور باقی نوع انسانی سے اپنے آپ کو فائق برتر اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ درحقیقت وہ شیطان کے بعد دنیا میں نوع انسانی کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ امتِ مسلمہ سے یہود کی دشمنی بوجوہ شدید ترین ہے۔ اُن کی سازشی ذہنیت ہر وقت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بُننے میں مصروف رہتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ کہیں وہ مسلمانوں کے اندر فرقہ واریت اور مسلک پرستی کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے ہوا دیتے ہیں اور مسلم ممالک میں داخلی طور پر انتشار و خلفشار کے ساتھ ساتھ باہمی خانہ جنگی کرانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور کہیں خود مسلم ممالک کو باہم دست و گریباں کر کے اپنے مفادات کی تکمیل کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی گھناؤنی سازشوں کو سمجھ کر انہیں ناکام بنانا ہوگا۔ شام کے کیمیائی ہتھیاروں کے حوالے سے امریکی سامراج کا مذموم پروپیگنڈا جاری ہے، پاکستان کے حوالے سے تو کئی برس سے یہ واویلا کیا جاتا ہے کہ ایٹمی ہتھیار دہشت گردوں کے ہاتھ لگ جائیں گے اور یوں حالات کو اس رُخ پر لے جانے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے، تاکہ پاکستان بالکل بند گلی میں چلا جائے اور اس طرح اس کی ایٹمی قوت کو اپنے کنٹرول میں کر کے اپنی گھناؤنے سامراجی مقاصد کی تکمیل کی جائے۔ ایران کے پُرامن ایٹمی پروگرام کے حوالے سے بھی امریکی سامراج کی چیخ و پکار ایک عرصے سے جاری ہے اور ایران کو مختلف قسم کی پابندیوں کا بھی سامنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی تاسیس جس عظیم تر مقصد کے تحت ہوئی، افسوس کہ امت مسلمہ بحیثیت مجموعی اس سے غافل ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہر طرف سے ذلت و خواری کی آندھیاں مسلمانوں کا پیچھا کر رہی ہیں۔ مسلمان ہر جگہ پٹ رہے ہیں۔ مسلم امہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو دنیا میں صحیح نمائندگی نہیں کر رہی ہے، ایسے حالات میں اللہ کی مدد کیسے آسکتی ہے۔ جناب خالد محمود عباسی نے کہا کہ آج انسانیت جن مسائل سے دوچار ہے ان کا حل دین اسلام ہے۔ اسلام ہی واحد نسخہ کیمیا ہے۔ وقت اور حالات کی بھی پکار یہی ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد اٹھے اور بحیثیت مسلمان اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے اسلام کے نظام عدل وقسط لے کر آگے بڑھے اور دنیائے انسانیت کو طاغوتی اور استحصالی نظام کی چیرہ دستیوں سے آزاد کروا کر دنیا پر اللہ کا کلمہ سربلند کرے۔ مہمان گرامی کے خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جناب خالد محمود عباسی نے حاضرین کے سوالوں کے جوابات دیے۔ پروفیسر عبدالقیوم قریشی کی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں سو کے قریب رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام کی کوریج کے لیے صحافی حضرات کو بھی مدعو کیا گیا تھا، جس کے باعث مقامی و قومی اخبارات میں اس پروگرام کی مناسب کوریج ہوگئی۔ (رپورٹ: انوار احمد)


### رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''جامع مسجد الھدیٰ گلی نمبر A-24 پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ'' میں

یکم تا 7 دسمبر 2013ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

**مبتدی و ملتزم تربیتی کورسز**

کا انعقاد ہو رہا ہے

اسی طرح

''قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور'' میں

8 تا 14 دسمبر 2013ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

**مبتدی و ملتزم تربیتی کورسز**

اور

13 تا 15 دسمبر 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

**امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع**

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء متعلقہ پروگراموں میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ:

(راولپنڈی): 0333-5382262 / 0333-5567111

(لاہور): 37520902، 0333-4273815

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت

(042)36316638
36366638
0332-4178275